قالب وتن ارواح سے خالی کیا عرصۂ جنگ کشتون کے اجساد سے بھر گیا تائید ربانی سے لوہیون کو شکست فاش نصیب ہوئی پراگندہ وفرار ہوے اور ایک جماعت کہ قلعہ سے برآمد ہوکر انکی شریک ہوئی تھی بعد انہزام قلعہ کیطرف متوجہ ہوئی اور نظام الملک اور تھوڑے بھینان دکن سپرین سر پر رکھکر اور تلوارین علم کرکے اُنکے تعاقب مین گئے اور مردم قلعہ نے اُنھین اپنی فوج تصور کرکے قلعہ کا دروازہ کھولدیا دکنی بھی لوہیون سے مخلوط ہوکر قریب شام قلعہ مین در آئے اور قلعہ پر متصرف ہوے اور ایک روایت مین یہ بھی تحریر ہے کہ جب مفرور جاکر قلعہ مین متحصن ہوے دکنیون نے گرم عنان ہوکر قلعہ کو بدستور سابق محاصرہ کیا اور اہل قلعہ بیدل و عاجز ہوئے اور امان طلب کرکے قلعہ سے دست بردار ہوئے بہر تقدیر بھینانِ دکن نے اہالی قلعہ کو ضرر جانی نہ پہونچایا بتکلیف قلعہ سے نکلوا دیا لیکن اس عرصہ مین اجلاف دکن نے جیسے کہ انکی عادت اور دستور ہے زبان طعن دراز کرکے مالوہیون کو حرفہاے ناخوش کہنے لگے اور جملہ کفار راجپوت سے جو قلعہ کی محافظت مین قیام کرتے تھے دو شخص متفق ہوکر عازم ہوے کہ ہم اپنی شجاعت اور مردانگی دکنیون کو دکھا دین بس جسوقت اژدہام کم ہوا اور مالوہی زن و فرزند لیکر تمام باہر نکل گئے اُن دونون راجپوت نے نظام الملک کے مجمع کیطرف متوجہ ہوکر آواز بلند پکارا کہ ہمنے اپنی عمر سپاہ گری مین صرف کی ہے اور مثل تیرے بھی ہمنے رستم و بہادر نہین دیکھا اگر حکم ہو ہم بھی آن کر تیرا قدم چوم کر نکلجاوین نظام الملک نے جب اُنھین غیر مسلح دیکھا اپنے روبرو طلب کیا اور اُنھون نے آتے ہی بطور پابوسی کے قدم آگے بڑھایا اور ایک جماعت کہ نظام الملک کے قریب ایستادہ تھی بہ چستی و چالاکی تمام خنجر و شمشیر اُنکے چھین کر دونون نے تلوارون کے وار سے نظام الملک کا کام تمام کیا اور پھر اور ون کیطرف متوجہ ہوکر ایسا لڑے کہ دونون ہلاک ہوے اور نظام الملک کے دو برادر حقیقی تھے ایک یوسف عادل خان سوائی جو شاہان عادل شاہیہ کا جد تھا دوسرا دریا خان ترک کہ مردی اور مردانگی مین ضرب المثل تھا دونون نے اس امر کا ارتکاب بزرگان قلعہ کی تحریک سے گمان کیا اور ایک جماعت کو اُنکے تعاقب مین بھیجا اور وہ کمال غفلت سے ایک کوس پر فروکش ہوئے تھے پہونچکر تمام صغیر و کبیر کو قتل کیا اور تخت بلند کی ہدایت سے دلخواہی مین کمر باندھکر قلعہ کو مضبوط کیا اور سوار و پیادہ سے ایک جماعت کثیر کو وہان چھوڑکر نظام الملک کا جنازہ اور غنائم موفورہ لیکر درگاہ کیطرف روانہ ہوے اور احمد آباد بیدر مین پہونچکر غنائم بادشاہ کے ملاحظہ مین در لائے اور اس حسن خدمت سے بادشاہ خوش ہوا اور ہر ایک کو ہزاری کیا اور کھیرلہ کی امارت بھی عنایت فرماکر امراے مقرب کی سلک مین منتظم کیا اور جب والی مندو نے دکنیون کی پرخاش ملاحظہ کی محبت اور اخلاص اظہار کرکے شریف الملک نامے ایک شخص کو مع تحف و ہدایاے نفیسہ سلطان محمد شاہ کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ سلطان احمد شاہ ولی بہمنی اور سلطان ہوشنگ نے لوازم عہود و مواثیق درمیان مین لاکر مقرر کیا تھا کہ ولایت برار بادشاہ دکن کے زیر نگین اور قلعہ کھیرلہ مع مضافات اُسکے والی مندو کے تعلق رکھکر دوبارہ کسی بارہ مین منازعت نہ ڈھونڈھین اب امراے سلطان قلعہ کھیرلہ پر متصرف ہوکر مقام شدت و پرخاش مین رہتے ہین اب آپ ایسا کرین کہ نقض عہد نہووے اور سلاطین درمیان مین تلف نہووین کمال دینداری اور برادری سے بعید ہوگا یہ دوستانہ تکلف ہوا کہ صلح پر راضی ہو فراموش حال ماضی ہو سلطان نے شیخ احمد صدر کو کہ مرد دانشمند اور فہیدہ اور سلامت نفسی مین مشہور تھا کرتا تھا شریف الملک کے ہمراہ مندو مین بھیجکر پیغام کیا کہ ہم جادۂ محبت و اتحاد پر ثابت اور راسخ ہین باوجودیکہ مملکت دکن اتنی کہ ہر گوشہ مین کتنے قلعہ مثل کھیرلہ کے رکھتی ہے اور کفار بیدین کے تصرف مین ہے ہمین احتیاج قلعہ کھیرلہ کی

نہین اورنا محمود شد کہ نقض عہدی خاندان بہمنیہ مین واقع ہووے کسواسطے کہ میرے بھائی کے عہد مین کہ صغیر تھا
اور ملازم آپسمین مقام نفاق مین تھے تمہنے لشکر اس دیار پر کھینچا اور وہ خرابی کہ افواج چنگیزیہ نے بھی بلاد اسلام
مین نہ کی تھی بجالائے قتل وغارت مین کوئی دقیقہ اُٹھانہ رکھا ہم گذشتہ کو صلوات کہکر اُسکا تذکرہ اس سے زیادہ تر
نہین کرتے آئیندہ جو کچھ صدارت پناہ شیخ احمد صدر جو خیر خواہ عامہ مسلمانان ہی قول وقرار کریگا ہمین قبول و منظور ہی
اُس سے تجاوز نہوگا اور جب شیخ احمد صدر مندو کے اطراف مین پہونچا اعیان درگاہ خلجیہ استقبال کرکے نہایت
اعزاز واکرام سے اُسے شہر مین لیگئے اور اُسنے سلطان محمود کی ملازمت مین مشرف ہوکر اداے رسالت کی اور جمیع
علما اور فضلاے مندو کہ دربار مین حاضر تھے اُسے تصدیق کرکے مقر ہوے کہ فی الواقع نقض عہد ہماری طرف سے ہوا
اس صورت مین امید ہی کہ ارحم الراحمین فضل کاملہ سے ہمین ساتھ اسکے مواخذہ نہ کرے اور سلطان محمود نے بھی کہا
اگر از رہ وساوس شیطانی کوئی امر غیر مرضی سرزد ہوا ہو اُسے منظور نرکھو اور اُسکے بعد ایسا کرو کہ ہماری اولاد اور بہمنیہ کی
اولاد مین کوئی امر کبھی خلاف شریعت اور مروت سرزد نہووے پھر شیخ احمد صدر سلطان محمد شاہ بہمنی کی سمت سے اور سید
العلما سید سلام اللہ اور حدی سلطان محمود خلجی کیطرف سے وکیل ہوے پھر دونون میثاق موکد اور سوگند مغلظ ایمان کے
درمیان مین لائے اور عہدنامہ علما اور مشائخ اور امرا کی مُہر سے مزین کرکے ہر ایکنے دو فرمان سندی کے حاشیہ پر عبارت
تحریر کی کہ جو شخص اس نوشتہ سے تجاوز کرے لعنت خدا اور نفرین رسول خدا مین گرفتار ہوا اور خلاصہ عہدنامون کا یہ تھا
کہ طرفین دست تعرض واماں ملک ایک دوسرے سے کوتاہ رکھین اور جیسا کہ عہد فرخندہ مہد سلطان احمد شاہ بہمنی مین مقرر
ہوا تھا ایلچپور کے قلعہ کھرلہ تصرف سلاطین خلجیہ مین چھوڑین اور ممالک اطراف کہ کفار سے تعلق رکھتے ہین جس شخص کو کہ
حق سبحانہ تعالی توفیق کرامت فرماوے بزور تیغ جہاد اپنی ولایت مین داخل کرے اُسکا وہ مالک اور مختار ہووے
دوسرا اُسکی طمع نہ کرے اور بعد دو تین مہینے کے جب عہدنامے درست ہوے شیخ احمد صدر نے اُن امرا کو جو قلعہ کھرلہ
مین تھے لکہا کہ حکم سلطان محمد شاہ یہ ہی کہ قلعہ خالی کرکے مالوہیون کے سپرد کرین اور جو اُنکے نام بھی فرمان صادر ہوا تھا
کہ شیخ احمد صدر کی تحریر و تقریر سے خلاف نکرین اور اُسکا حکم ہمارا حکم جانین اسواسطے اُنھون نے قلعہ خالی کرکے سلطان
محمود کے ملازمون کے تفویض کیا اور شیخ احمد صدر نے فائز المرام ہوکر دکن کیطرف معاودت کی اور پھر اس خاندان کے
درمیان نزاع واقع نہوئی اور ابتداے سنہ ۸۷۰ آٹھسو ستر ہجری مین ملک التجار محمد گاوان المخاطب بخواجہ جہان نہایت
شوکت وحشمت سے لشکر بیجاپور ہمراہ لیکر راے سنگیسر و کہنیہ کی تعذیب تادیب اور بھی قلاع کوکن کی تسخیر کو سلطان
خداشناس مطیع اسلام کے پاس سے روانہ ہوا اور لشکر جنیر و جاکنہ و کلہر و دابل و چیول و بائین وغیرہ اُسکے ہمراہ تعین
ہوا اور راے کہینہ اور راے سنگیسر علی الدوام تین سو کشتی مسلمانون کی قتل اور اُنکے اموال کے نہب و غارت
کیواسطے دریا کے سطح آب پر طیران اور متردد رکھتے تھے اور خشکی مین بھی انواع فساد ظہور مین لاکر مسلمانون کو ایذا اور
مضرت پہونچاتے تھے ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان نے خبر توجہ سنکر آپسمین عہد و پیمان کیے اور مسلمانون
کے قتل کو دخول بہشت کا موجب جانکر نہایت غلظت و رعب و تکبر سے سر گھاٹ کا سد ود کیا ملک التجار محمود
گاوان تعجیل نکرکے گھاٹ کے نیچے کہ عبارت پشتہ زمین سے ہی مع افواج وارد ہوا اور چندے توقف کرکے حسن
تدبیر سے باہستگی مرد گھاٹ کو کفار ناہنجار کے تصرف سے برآوردہ کیا جب دیکھا کہ سوار وہان کام نہین کر سکتا

وہ لشکر کہ دارالسلطنت سے ہمراہ لایا تھا اُسے رخصت دیکر تختگاہ کیطرف روانہ کیا اور سعید خان گیلانیکو کہ اُسکا ہمقوم تھا مع لشکر جنیر اور اپنے غلام خوش قدم کو بہنکر وایل اور کلہر طلب کرکے اُسی پر اکتفا کی اور سپاہ ہم پہونچا کر تھوڑے سے عرصہ مین کہینہ کے جنگل کو کہ عبور اُس سے دشوار تھا تبرداروں سے قطع کروایا اور اُسمین آگ دیکر صحرا سے مسطح بنایا اور پانچ مہینے کہینہ کو محاصرہ رکھا جب موسم برشکال آیا اور فتح میسر نہوئی سرگھاٹ کا دس ہزار پیادہ توپچی اور کماندار کے سپرد کرکے خود آسائش خیل وحشم کیواسطے گھاٹی سے اُترکر پرگنہ کھولاپور مین چھاؤنی تن اور سربت کی بنوائی موسم برسات مین وہان اقامت کی اور قلعہ اور مکانون کو جس طور سے ممکن ہوسکا چند عرصہ مین قبضہ مین لایا بعد برسات کے پھر گھاٹی کے اوپر برآمد ہوکر اس مرتبہ بہت تدبیر وحیلہ اور زر خطیر صرف کرکے قلعہ کہینہ کہ کسی زمانہ مین خسروان رفیع الشان کی کمند دہکے تسخیر کے کنگرہ پر نہ پڑی تھی مسخر کیا اور جب موسم برسات پہونچا بطریق سال گذشتہ قلعہ اور گھاٹی پیادگان تجربت کار کے کہ کوکن کی آب وہوا سے خوف رکھتے تھے سپرد کیا اور خود مع سوارون کے سرگھاٹ سے نیچے اُترا اور چار مہینے بارش کے آخر کرکے ولایت سنگیسر کیطرف متوجہ ہوا اور سہلترین وجوہ سے اُس حدود کو بھی فتح کرکے ملک التجار خلف حسن بصری کا انتقام زمینداروں سے لیکر رعیت کو مطیع ومنقاد کیا اور مردم معینہ سے کام آمانی کا رجوع کیا اور خود جزیرہ کوہ کی طرف جو بنادر مشہورہ رائے بیجانگر سے تھا روانہ ہوا اور ایک سو بیس جہاز پر جوانان جلیتین صف شکن کو سوار کرکے دریا کیطرف بھیجکر خود خشکی کی راستہ سے مع عساکر نصرت ماثر وہان پہونچا اور جنگ مین مشغول ہوا اور جبتک یہ خبر رائے بیجانگر کے گوش زد ہوکر وہانسے مدد پہونچے بوستان الحمد للہ الذی نصر علی عبدہ واعز جندہ سے گل مراد چنے اور فتح اس جزیرے کی بھی تمام جہان مین مشہور ہوئی اور سلطان محمد شاہ یہ خبر فرحت اثر سنکر نہایت خوش ہوا اور طبل شادی بجایا اور ملک التجار محمود گاوان نے جزیرہ کووہ کو امرائے معتمد صاحب شوکت کے تفویض کیا اور ذخیرہ اور اسباب قلعہ داری کا مہیا کرکے تین برس کے بعد دار الخلافت احمد آباد بیدر کیطرف مراجعت کی اور سلطان محمد شاہ اُسکے مکان پر رونق افروز ہوا ایک ہفتہ وہان بھی عیش وعشرت مین مشغول رہا اور ملک التجار محمود گاوان کے قامت قابلیت کو خلعت فاخرہ سے زیب وزینت بخشی اور مخدومہ جہان نے بھی اُس سے صیغہ اخوت پڑھکر اُسے اپنا بھائی کہا اور سلطان نے یہ فقرے اُسکے القاب مین ایزاد فرمائے اور منشیان درگاہ اور طغرا نویسان بارگاہ فرامین اور مناشیر اس عبارت سے تحریر کرتے تھے حضرت مجلس کریم نسیب عظیم ہمایون اعظم صاحب السیف والقلم مخدوم جہانیان معتمد درگاہ شاہان آصف جم نشان امیر الامرا نائب مخدومہ ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان اور اُسی ہفتہ مین اُسکے غلام خوشقدم نام کو کہ اُس یورش مین تین برس خدمات شائستہ مین اقدام کیا تھا بخطاب کشور خان سرفراز کرکے امرائے عظیم الشان مین داخل کیا اور قلعہ گووہ اور بہندہ اور کوندوال اور کولاپور کو اضافہ اُسکی جاگیر قدیم مین کرکے نوازشہائے موفورہ مبذول فرمائین منقول ہے جب سلطان محمد شاہ بعد ایک ہفتہ کے خواجہ کے مکان سے اپنے دولتخانہ مین تشریف لایا اور خواجہ اپنی دولتسرا کے حجرہ مین داخل ہوا اور دروازہ بند کرکے جامہ ہائے فاخرہ تبدیل کیے اور گریہ وزاری وبیقراری مین مصروف ہوکر اپنے تئین زمین پر گرایا اور اسقدر تضرع وتخشع کی کہ رخسار شریف اُسکے خاک آلود ہوئے اور جب حجرہ سے برآمد ہوا درویشانہ لباس پہنا اور جمیع علما اور فضلا اور سادات احمد آباد بیدر کو جو استحقاق رکھتے تھے طلب کیا اور نقد وجنس وجواہر اور متاع نفیسہ سے جو کچھ اپنی ملکیت

رکھا تھا اور اس منصب ریاست میں کہ مرادایام تجارت و ایام امارت سے ہے فراہم اور ماندوختہ کیا تھا فیل اور اسپ اور
کتب کے سوا سب آنپر تقسیم کیا اور کہا الحمد للہ علی احسانہ کہ میں نے نفس امارہ کہ ہاتھ سے رہائی اور اُسکے وسوسے
سے نجات پائی اور ایک عالم ملا شمس الدین محمد نام کہ اعیان جرجان سے تھے اور خواجہ کی مصاحبت میں رہتے تھے انھون
نے سوال کیا کہ یہ امر کیا بھید ہے کہ تو نے تمام مالوف اپنا کہ مراد مال دنیوی سے ہے آدمیون پر تقسیم کیا اور گھوڑے اور
ہاتھی اور کتب کو نگاہ رکھا جواب دیا کہ جسوقت سلطان محمد شاہ میرے مکان میں تشریف لایا اور مخدومۂ جہان نے
مجھے بھائی کہا نفس امارہ کی سرکشی اور تنگ ظرفی سے یکایک مادہ نخوت کا جوش دماغ میں دفعتہً ہوا خود فراموش
ہوا پھر توفیق ایزدی سے اُسی محفل میں اپنی طرف مصروف ہو کر نفس کی تنبیہ و تادیب میں مشغول ہوا اور بادشاہ
کے مکالمہ سے باز آیا سلطان نے اثر تغیر کا میرے چہرۂ حال سے مشاہدہ کر کے استفسار کیا کہ حال کیا ہے میں نے
عرض کیا میرے دل میں درد ہے علامت خفقان کی پاتا ہون سلطان نے اس امر کو عوارض جسمانی پر گمان کر کے مجھے
استراحت کا حکم دیا اور خود بدولت و اقبال اپنے دولتخانہ کو تشریف فرما ہوئے اس سبب سے میں نے جمیع اسباب
تجمل کو کہ عجب و نخوت کا باعث ہے اپنے پاس سے مسلوب کیا اور تمام کتابین طالب علمون کیواسطے وقف ہیں بہی ملک نہین
اور گھوڑے اور ہاتھی سلطان سے تعلق رکھتے ہیں چند روز عاریتہً میرے پاس ہین آخر انھین سرکار مین لیجا دینگے
الغرض ملک التجار کا دامن اسکا رہے ہمیشہ لباس بے تکلفانہ پہنتا تھا جب مہمات مملکت سے فارغ ہوتا تھا اپنی
مسجد اور مدرسہ میں جاتا تھا اور فقرا اور صاحبدلون سے صحبت رکھتا تھا اور اُنکے احوال میں مشغول ہو کر اُنکی غمخواری
میں تقصیر نہ کرتا تھا اور شب جمعہ اور شبہاے متبرکہ میں کیسے زر سرخ اور سفید ہمراہ لیکر محتاجون کے لباس میں تمام شہر کے
محلہ بہ محلہ پھرتا تھا اور بھوکون اور عاجزون کی اعانت کرتا تھا اور کہتا تھا یہ عطیہ شاہ ہے اُنکے ادعیہ و القاے جاہ و جلال
میں مشغول رہو الغرض باوجود ایسے اخلاص اور اعتقاد کے مردم فتنہ انگیز دکن نے اُس جناب کو حرامخوری مین
منسوب کر کے درجۂ شہادت میں پہونچایا اُسکی تفصیل عنقریب مرقوم خامۂ لطائف نگار ہوگی اور ہشتہ آٹھ سو چھتر ہجری مین
خبر پہونچی کہ راجہ اودیا کا مرض الموت میں مبتلا ہو کر اس جہان فانی سے سفری ہوا نظم پسر خواندۂ دشمت زنار دار ÷
برآمد بر اورنگ گوہر نگار ÷ عموزادۂ داشت ہمبر بنام ÷ بمردانگی بود مردی تمام ÷ درمیان میں اُنکے رد و بدل اور
تکرار ہوئی بلکہ نوبت ہتھیار کی آئی چونکہ خزانہ اور تخت راے اودیا کے پسر خواندہ کے قبضہ میں تھا غالب آیا ہمبر
کو ہزیمت دے کر کوہستان اور جنگل کیطرف مفرور کیا اور ہمبر چچیرے بھائی راے اودیا نے اس مضمون کا
عریضہ سلطان محمد شاہ کو لکھا کہ راے اودیا فوت ہوا اور اُسکے پسر خواندہ منگل راے نے خود رائی سے
تخت و تاج پر متصرف ہو کر آپکے راے اودیا کہنا اُمیدوار ہون کہ لشکر بھیجکر اس ولایت کو اُسکے قبضہ سے
برآوردہ کر کے فیرسگال کے سپرد فرماوین اور دولتخواہ ہر سال اسقدر مال بر سم باج و خراج خزانہ عامرہ میں داخل
کرے گا اور سلطان محمد شاہ جو ہمیشہ سے ملک اودیا اور راجمندری اور کندبیر کی تسخیر کی فکر مین رہتا تھا یہ منصوبہ
اپنے حسب دلخواہ تصور کر کے ملک التجار محمود گاوان کی صلاح سے ملک حسن بحری کو جو شاہان احمدنگر کا جد تھا
اور شاہان بھمینہ کے غلامون کے سلک میں انتظام رکھتا تھا نظام الملک خطاب دے کر مع لشکر جرار
اُس طرف تعین کیا اور جب وہ راے اودیا کی سرحد پر پہونچا ہمبر ملک حسن نظام الملک بحری کے

استقبال

استقبال کے واسطے آگے مقدمۃ الجیش ہوا اور مشکل راے لشکر کثیر فراہم لا کر میدان کیطرف روانہ ہوا جب صفین آراستہ ہو چکین بہادران طرفین اور مبارزان جانبین شمشیر میان سے کھینچکر جنگ مین مشغول ہوئے اور بعد کوشش اور کشش فراوان لشکر ہنود شکست کھا کر بھاگا اور پھر راے اوریا تاج و تخت بزور شمشیر سلطانی دستیاب کر کے مملکت موروثی پر متصرف ہوا اور انھین دنون مین ملک حسن نظام الملک بحری بہبرلی رہبری اور ہمراہی سے ممالک راجمندری اور کنڈیر کی طرف روانہ ہوا اور بروایت صحیح دونون مملکت کو مسخر اور مفتوح کیا ملک بھی ایسے قبضہ مین آیا اور سلطان محمد شاہ کے حکم کے موافق ممالک مفتوحہ کو امراے صاحب اعتبار کے سپرد کر کے پھر کو اُسکے مقر کی طرف روانہ کیا اور خود مع غنیمت وافر اور پیشکش لائق و حکا ثر سلطان کی ملازمت سے مشرف ہوا اور پھر مخدومہ جہان کی تعلیم اور آصف خان کی پرورش سے خلعت خاص سے سرفراز ہوا اور لشکر تلنگ کی سرداری سے ممتاز ہوا کسواسطے کہ بہت ہان بہمنیہ کا باب تھا کہ طرفداران اربعہ کے سوا کسی کو خلعت خاص سے سرفراز نفرماتے تھے اور انھین سنوات مین فتح اللہ عماد الملک کہ شاہان عماد شاہیہ کا جد تھا اور خانجہان ترک کہ تمام متوسلون سے عقیل و فہیم تھا خواجہ کے التفات سے لشکر برار کی افسری پاکر معزز اور مکرم ہوا اور بعد دو مہینے کے یوسف عادل خان سوائی بھی کہ خواجہ اُسے اپنے فرزندون سے شمار کرتا تھا بہ خلعت سپہ سالاری دولت آباد کہ اُس خاندان مین اُس سے عمدہ تر کوئی خدمت نہ تھی مشرف ہوا اور دریا خان اور اکثر غلامان ترک کہ منصب امارت پر متمکن تھے اُسکے تابع ہوے جاگیر انکی اُسطرف قرار پائی اور قاسم بیگ والد قاسم بیگ صف شکن اور شاہ قلی سلطان اور دوسرے امراے مغل کہ خیر اور چاکنہ مین جاگیر دار تھے وہ بھی یوسف عادل خان کے تابعین ہوکر خواجہ کی عنایت کے سبب تمام طرفداران سے قوی تر ہوے اور سلطان محمد شاہ نے جب اُسے قابل التفات اور شایستہ عنایات دیکھا مورد عنایات گوناگون کر کے دوسرون سے امتیاز بخشا اور قلعہ دیرہ کہرہ کی تسخیر اور قلعہ انتور کے استخلاص کیواسطے کہ لودھیون کے عہد مین ایک مرہٹہ کے تصرف مین درآئے تھے اور وہ جادۂ اطاعت مین قدم نہ دھرتا تھا بھیجا اور یوسف عادلخان جب دولت آباد مین پہونچا تو قاسم بیگ صف شکن کو قلعہ انتور کے محاصرہ کیواسطے مقرر کر کے دریا خان اپنے منہ بولے بھائی کو دیرہ کہرہ کیطرف بھیجا اور جو ہندو کہ قلعہ انتور مین تھا جنگ و نزاع سے امان طلب کر کے قلعہ قاسم بیگ صف شکن کے سپرد کیا اور راجہ دیرہ کہرہ نے موسوم جھنیک راے تھا باوجودیکہ پانچ چھ مہینے علم مدافعہ بلند کر کے جنگ ہاے مردانہ کی لیکن آثار ضعف اپنے ناصیہ حال سے مشاہدہ کر کے ایلچی یوسف عادل خان کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اگر آپ میرا گناہ معاف فرما کر جان کی امان دیوین تو جو کچھ کہ مین اپنے قبضہ مین رکھتا ہون پیشکش کر کے مع اہل و عیال مع بیہ قلعہ سے نکل جاؤن نظم بزنہار خواہی کشادہ زبان * رسولے فرستاد بر مرزبان * کہ یا بندہ کا نیم و فرمان تراست * چہ باشد بہ بخشیر چون جان تراست * یوسف عادل خان نے بشرط مذکور امان دیکر دریا خان اپنے منہ بولے بھائی کو حکم کیا کہ اہل قلعہ کی جان و عرض و ناموس سے مزاحمت نہ پہونچا کر کے انھین مطلق العنان کر کے جہان چاہین جاوین دریا خان نے بموجب حکم اطاعت کر کے مع لشکر خود سوار ہوکر ظاہر قلعہ مین ایستادہ ہوا اور یہ حکم کیا کہ جھنیک راے باہل و عیال جماعت سے جو بیہ نکل جاوے اور وہ بیچارہ اپنے باپ دادا کا وطن مع خزانہ نقد و جنس و اسباب چھوڑ کر باہر نکل گیا اور یوسف عادل خان لشکر وہ کہ تعجیل تمام وہان پہونچا تھا قلعہ مین

داخل ہوا اور خزائن اور دفائن اور تحف نفیسہ پر متصرف ہوا اور اُس ولایت کے زمینداران و مقدمان پر عنایات اور
نوازش فرما کر قلعہ لانجی کی طرف متوجہ ہوا اور وہان کے راے زادہ نے بھی کہ اُسکا باپ اُسی معرکہ مین فوت ہوا تھا عاجز ہو کر
جان کی امان چاہی اور قلعہ مع لوازم حشمت اُسکے سپرد کرکے نکل گیا یوسف عادل خان نے اُس مال و اسباب مین سے جو لائق
سرکار تھا لیا اور راے زادہ کو امرائے شاہی کی سلک مین منتظم کرکے وہ قلعہ مع ولایت اُسکی جاگیر مین مقرر رکھا اور خود
سالماً غانماً اور الحاح اور لانجی فتح کرکے احمد آباد بیدر کیطرف راہی ہوا اور اسقدر ہاتھی اور گھوڑے اور زر نقد و جواہر اور بھی اسباب
نفیسہ بادشاہ کے پیشکش کیا کہ راجمندری اور کنڈبیر کے غنائم اُسکے مقابل ایک حقیر چیز تھی اسواسطے بادشاہ نے اُسے
انواع لطف و عنایت سے نوازش فرما کر یہ ارشاد کیا کہ جو شخص خواجہ کے مانند پدر رکھتا ہو یقین کہ اُس سے ایسی خدمتین واقع
ہونگی پھر حکم کیا کہ خواجہ یوسف عادل خان کو اپنے مکان پر لیجا کر ایک ہفتہ ضیافت کرے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہو اور
اور تکلفات رسمیہ اور عرفیہ مین بدرجہ نہایت کوشش کرے خواجہ نے زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دے کر عرض پرداز
ہوا کہ یہ امر سلطان کے بدون رونق افزا ہوے بعینہ صورت پذیر نہوگا بادشاہ نے اُسکا مقصد اور مطلب سمجھ کر فرمایا
کہ ضیافت مشترک کچھ مزہ اور لطف نہین رکھتی اول ایک ہفتہ یوسف عادل خان کی ضیافت مین سرگرم ہو اُسکے بعد مہمانی
مہمانی کے لوازم بجا لا دے خواجہ سر انقیاد زمین اخلاص پر رکھکر یوسف عادل خان کو اپنے مکان پر لے گیا اور ایک
ہفتہ اُسکی ضیافت مین مشغول ہوا اور دنیا داروں کی تمام رسمین بجا لایا بعد اسکے خواجہ باتفاق یوسف عادل خان
شاہی مہمانی کا سامان درست کرنے لگا اور مکان نگارخانہ چین کیطرح آراستہ کیا اور آٹھوین فجر کے وقت
سلطان محمد شاہ بہمنی خورشید انور کے مانند سایۂ التفات خواجہ کے سر پر ڈالکر اُس مکان مینو نشان مین رونق افزا
ہوا فیض قدوم شاہانہ اور عاطفت خسروانہ سے اُسے سعادت دارین حاصل ہوئی امراے نامدار سپہ سالار اپنے
اپنے مرتبہ کے موافق بادشاہ کے گرد بیٹھے مجلس شراب آراستہ ہوئی یوسف عادل خان ہمکاسہ ہوا ساقیان سیمین ساق
عشوہ و کرشمہ مین طاق جام زرین صراحی بلورین دردست نشاء حسن سے مست حاضر ہوے دور ساغر مثل سپہر
اخضر چلنے لگا نشاء دور وہ سے ہر ایک جھوم جھوم کر آنکھین ملنے لگا علاوہ اسکے خواجہ نے اور بھی تکلفات رسمی مین
کوشش کی یعنی تحف و ہدایا ہفت اقلیم کا اسقدر سلطان کے ملاحظہ مین لایا کہ ناظرین دکن اُسکے مشاہدہ سے متحیر
ہوے ازانجملہ پچاس طبق طلا مع سرپوشہاے مرصع تھے اور ہر ایک طباق ایسا وسیع تھا کہ اُسمین برہ گوسفند
بریان بخوبی سماتا تھا اور سو غلام چرکس و حبشی اور دکنی کہ اُنمین اکثر خوانندہ اور سازندہ اور صاحب حیثیت تھے
اور ایک سو گھوڑے عراقی اور عربی اور ترکی مع ایک سو ظروف چینی اور کاسہ فغفوری جو بادشاہوں کی سرکار مین بہم نہین
پہونچتے تھے مع تفصیل لقدوجنس جو کچھ اُسکی سرکار مین تھا بادشاہ کی نظر سے گذرانا پھر جمیع شاہزادوں اور امرا
ارکان دولت کو بھی تحفہاے لائق دے کر بادشاہ سے معروض کیا کہ یہ تمام دولت و حشمت شاہ کی دولت سے
بہم پہونچی ہے حضرت اسکے مالک و مختار ہین جسقدر ارشاد ہو اُسکے سپرد کرون بادشاہ اُسکے حسن اعتقاد اور اخلاص سے نہایت
محظوظ ہوا اور یہ فرمایا ہم نے سب کو قبول کیا اور پھر تجھے بخشا پھر تو خواجہ کا حسن اعتبار اور یوسف عادل خان کا افتخار
اسقدر جا اعلیٰ کو پہونچا کہ دونون ہم سر امثال و اقران ہوے اور دکنی و حبشی دیو صفت وہ دیو سیرت مثل مار دم بریدہ دمبدم
بر خود پیچیدہ ہوے اور اُنکا عناد و کام پہانہ تھا اور آٹھ سو ستتر ہجری مین بادشاہ نے قلعہ بلگوان کی راہ سے فرمانروایان گوا کی

تحریک سے عازم تسخیر جزیرہ کوہ ہوا اور پہلے قلعہ ننکاپور بھی اچی راے کے موافق لشکر مور وملخ سے زیادہ ترہمراہ
لیکر اس بند کیطرف متوجہ ہوکر سنگ راہ ہوا اور دخل وخروج کا راستہ مسدود کیا سلطان محمد شاہ یہ خبر سنکر پریشان
ہوا اور طیش مین آکر افسران سپاہ کے احضار کا حکم دیا بیت سران سپہ خواند وز اطراف دہر * برآراست لشکر بسان
سپہر * پھر سلطان خداشناس مطیع اسلام کے پاس سید اگنان اور شکار کنان اُسکی گوشمالی کو ملکوان کیطرف روانہ ہوے
جو مقابلہ اور مقاتلہ کی طاقت نرکھتا تھا اور شاہ کی خبر عزیمت سنکر قلعہ بند ہوا اور نشان مدافعہ کا بلند کیا اور ایک قلعہ بنا
سنگین باستحکام ادبح وتپھر سے اُسکے گرداگرد خندق پر آب تھے اور دو دیوارین مقابل ایک دوسرے کے کھینچکر
راہین ایسی محکم کی تھین کہ پرندہ پر نہین مارسکتا تھا انسان کا باآسانی گذر محال تھا سلطان محمد شاہ وہان پہونچا
اور قلعہ کو محاصرہ کیا اور راے کثیرہ دور اندیشی اور آل بینی سے آصف حشم نشان اور بھی مقربون کے پاس ایلچی بھیجکر امان
خواہ ہوا نظم بد اندیش ترسیدان داوری * بتدبیر جست از خود یاوری * بشاہنگہ بجاسان شاہ جہان * بتلبیس بست
امیدشان * بگفتا کزین بندہ پرگناہ * درآیم بدرگاہ چون عذر خواہ * خواجہ اور دوسرے مقربون نے راے ملکوان کی
عذرخواہی اور امان طلبی اُسکی سمع مبارک مین پہونچائی اور سلطان محمد شاہ نے اُسطرفکے راجاؤن کے اظہار قدرت اور
عبرت کیواسطے یہ امر قبول نفرمایا اور چاہا کہ اُس قلعہ کو بجبر وقہر مسخر کرے مگر آتش بازون کو اپنے روبرو طلب کرکے اُنسے
یہ فرمایا کہ تم اپنی سلامتی چاہتے ہو تو تمکو لازم ہے کہ دو ہفتہ مین اس قلعہ کے برج اور دیوارون کو سنگ وتیر سے
ہموار کرکے اندرون کے جانے کا راستہ پیدا کرو اور خواجہ کو یہ تاکید کی کہ خندق کو خاک ریز کرکے پاٹنا تجھسے تعلق رکھتا ہے اور
جس روز کہ اہل ہنر یعنے گولہ انداز دیوار قلعہ کی توپ بضرب زن سے گرادین چاہیے کہ خندق پٹ جاوے تو لشکر بفراغت
تمام اُس سے عبور کرکے رخنہ سے قلعہ مین در آوین خواجہ ہرچند دن کو چوب وسنگ وخاک خندق مین گرتا تھا مردم
حصاری رات کو برآوردہ کرکے خندق بدستور اول صاف کرتے تھے اسواسطے خواجہ نے سد مداخل اور مخارج کے واسطے
ایک دیوار کھینچکر اُسمین عمارت تعمیر کرکے مورچے قسمت کیے اور دمدمہ اور نقب کی تیاری کے واسطے کہ اُس زمانہ تک دکن
مین اُسکا چرچا نہ تھا حکم کیا اور رہبر مسند اپنے کام مین مشغول ہوئے اور برکتیہ خندق پر آب کے باعث پہونچنا نقب
کا برج اور قلعہ کے نیچے دشوار سمجھکر باطمینان تمام مقیم تھا کہ ناگاہ نقب زنون نے سر نقب کا خواجہ یوسف عادل خان اور
فتح اللہ عماد الملک کے مورچے سے قلعہ کے نیچے پہونچا کر باروت سے پر کیا اور ایکبارگی آگ دے کر قلعے مین رخنے
ڈالدیے اور راے برکتیہ کی فوج رخنون پر آن کر جنگ پر آمادہ ہوئی کچھ دیر تک دار وگیر کی صدا بلند رہی اور دو ہزار
آدمی تخمینا سلطان کیطرف کے مارے گئے اور قریب تھا کہ رخنون کو جبر مردم قلعہ کا تصرف تھا سنگ وچوب سے مسدود
کرین ناگاہ سلطان محمد شاہ خود بنفس نفیس تیغ ہندی حمائل کرکے سوار ہوکر تاخت لایا اور خندق سے کہ جسے
خاک سے پاٹا تھا عبور کرکے رخنون کو مردم قلعہ کے تصرف سے برآوردہ کیا اور قلعہ اول پر متصرف ہوکر حصار ثانی کے
لینے مین مشغول ہوا اور راے برکتیہ کے شاہ کی جرأت دیکھکر ہوش وحواس باختہ ہوے بید کیطرح کانپنے لگا آخر کو
راے نکونے یہ تدبیر کی کہ لباس بدل کر بعینہ نامہ بر کی صورت عیان کرکے قلعہ سے برآمد ہوا اور سلطان محمد شاہ کے
مورچلی مین جاکر یہ اظہار کیا کہ نامہ برکتیہ نے سلطان کی خدمت مین بھیجا ہے اور پیغام زبانی ہے سے عرض کیا ہے مقربون نے
یہ خبر سمع مبارک مین پہونچائی برکتیہ نے حضور کی اجازت پائی اول زمین خدمت کو لب سے بوسہ دیا پھر پگڑی گردن مین ڈالکر

دست بستہ عرض پرداز ہوا کہ راے پرکتیہ یہ خاکسار ہو بندہ زادون کو بیکر خاک بوسی کو حاضر ہوا ہے جرم بخشی اور گردن زدنی کا اختیار شاہ کو ہے سلطان محمد شاہ کو اُسکی عاجزی اور فروتنی پر رحم آیا جان کی امان دی اور بعضی کتب مین مسطور ہے کہ راے پرکتیہ نے جب دیکھا کہ حصار اول مفتوح ہوگیا اور سلطان اعیان سلطنت کے ذریعہ سے میرا گناہ نہین معاف کرتا اپنے ستین بیچ کی ایک گڑھی مین باندھکر گریہ وزاری کرنے لگا اور جان کی امان چاہی شاہ نے اسکا حال بااختلال نظر رحم مشاہدہ فرمایا جان کی امان دیکر سلک امرا مین منتظم کیا اور اُسکی تعظیم و تکریم مین کوشش کرتا تھا اور اُسی دن سلطان محمد شاہ سوار ہوکر قلعہ مین داخل ہوا اور شکرالٰہی بجالایا اور اپنا لشکری لقب کیا اور قلعہ نگران کو مع مضافات خواجہ کے شامل محال کرکے اپنی دارالخلافت کیطرف مراجعت فرمائی اور اُسی عرصہ مین اُسکی والدہ مخدومہ جہان کہ اُس لشکر مین ہمراہ تھی اور کار ربار شاہی اُسی سے رونق تمام رکھتا تھا فوت ہوئی اور سلطان نے اُسکا جنازہ دارالسلطنت احمد آباد بیدر مین بھیجا اور جب لشکر ظفر پیکر بیجاپور مین پہونچا حسب التماس خواجہ کہ وہ شہر اُسکی جاگیر مین تھا کلفت رفع ہونیکے واسطے وہان مقام کرکے عیش و عشرت مین مشغول ہوا اور خواجہ اقسام ضیافت و مہمانی کہ مراد شراب و کباب رقص و سرود اور تحفہ کھانے سے ہو سب سامان مہیا کرکے شرط مہمان نوازی بجالایا اور سلطان کو بیجاپور کی ہوا پسند آئی اکثر کالا پاٹ مین جو خواجہ کے متعلقات سے تھا اوقات بطلب بادشاہی کے انجام مین صرف کرتا تھا اور یہ ارادہ تھا کہ موسم برسات وہان بسر کرکے احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہو کہ قضا را اُس سال تمام دکن اور بیجاپور مین مساک باران ہوا اور تالاب اور کنوئین بیجاپور کے خشک ہوے اس سبب سے سلطان نے لاعلاج ہوکر آپ کو دارالخلافت احمد آباد بیدر مین پہونچایا اور وہ قحط بیجاپور مشہور ہوا منقول ہے کہ دوسرے سال بھی پانی نہ برسا اور قصبہ و شہر اور موضع مین اثر آبادی کا نہ رہا اکثر آدمی مرگئے اور جو زندہ رہے ولایت مالوہ اور گجرات و جاجنگر مین پناہ لیگئے اور تلنگ اور مالوہ اور مرہٹ بلکہ جمیع قلمرو دکھن مین دو برس تک زمین تخم ریزی سے افتادہ رہی اور تیسرے برس نسیم عنایت الٰہی چلی اور باران ہوا لیکن کوئی باقی تھا کہ کشت و کار مین مشغول ہووے نظم از ابر جہان را اگر دیدہ حال کہ قطعاً نبات باران دو سال برآمد یکے سے وہوے زو ہرہ زمردم نتی ماند بازار و شہر اور بہمن نامہ مین مسطور ہے کہ جب آدمی تھا و جا کے بعد آئے اثر آبادی کا دکن مین ظاہر ہوا خبر پہونچی کہ اہل قلعہ کندیز نے اپنے حاکم کو کہ ظالم اور فاسق تھا اور آدمیون کے مال اور آبرو ریزی کا ارادہ رکھتا تھا قتل کرکے نشانِ مخالفت بلند کیا ہے اور قلعہ ہمبر اور دریا کے تصرف مین جو سلطان کا دست گرفتہ ہے چھوڑا اور ہمبر اور یا نے آدمی معتبر راے اوڈیسہ کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ ہم تم ہمیشہ مملکت تلنگ کے استرداد کی فکر مین رہتے ہو اور چاہتے ہو کہ ملک موروثی وارثان ولایت کے تصرف مین آوے اب فرصت اور موقع ہے بندہ نوازی اور حق ہمسائگی ادا کرکے اسطرف نہضت فرمایئے کسواسطے کہ دکن مین دو برس کے قحط کے سبب لشکر باقی نہین رہا مملکت تلنگ کو بسہولت بزور وجہ لیکر اس مخلص کے سپرد کیجیے اور حق السعی مین قلعہ کندیز اور دیگر مضافات جو اُسکے متصرف ہو جیسے راے اوڈیسہ نے فریب کھاکر پاؤن اپنی حد سے آگے بڑھایا ہزار سوار اور سات آٹھ ہزار پیادہ جمع کیے اور جاجنگر کے راجاؤن کو بھی بطور کمک ہمراہ لیکر مملکت تلنگ مین در آیا اور نظام الملک بحری حاکم راجمندری اُس جماعت کے مقابلہ کی تاب نہ لایا قلعہ بند ہوا اور عرضداشت مشتمل کیفیت اور جانونکا حال درگاہ مین ارسال کی اور سلطان محمد شاہ خواجہ کی تجویز اور بعد ایقعہ کے باعث اپنی ذات سے

بہمن نامہ

اس سفر کا متصدی اور عازم و جازم ہوکر خزانہ کا دروازہ کھولا اور تنخواہ ایک سال کی خیل و حشم کو دیکر بر سبیل استعجال
اُسطرف نہضت فرمائی بیت تہمتن بشورید زان آگہی ؛ بجنباند دیہیم شاہنشہی ؛ اور جب راجمہندری کے اطراف
مین پہونچا مخالفون نے آپسمین مشورہ کیا جنگ مین صلاح ندیکھی ہمبراوریا قلعہ کندیر مین داخل ہوکر حصاری ہوا اور
راے اوڈیسہ آب راجمہندری سے عبور کرکے اپنی ولایت کیطرف راہی ہوا اور دریا کے کنارے سے مع فوج استقامت کیا
سلطان محمد شاہ راجمہندری مین پہونچا اور نظام الملک بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا اور چونکہ کشتی اور ڈہیلی راے اوڈیسہ کے
تصرف مین تھی اور اُن دنون مین دریا طغیانی پر تھا سلطان محمد شاہ نے پانی کے کنارے خیمے اور خرگاہ برپا کیے اور دریا سے
جلدی عبور نکر سکا اُسکے بعد عبور کے سامان مین ہوکر چاہتا تھا کہ کشتی اور سبد سے عبور کرے راے اوڈیسہ کوچ کرکے
اپنی دار الملک مین گیا اور سلطان محمد شاہ جو اُسکے اوضاع اور اطوار سے نہایت آزردہ تھا شاہزادہ محمود خان کو مع خواجہ
راجمہندری مین چھوڑکر خود بیس ہزار سوار جو نامدار اور خنجر گذار تھے اُس کافر الکفر کی تادیب اور گوشمالی کو آخر سنہ آٹھ سو
بیاسی ہجری مین آب سے عبور کرکے دار الملک اوڈیسہ مین گیا اور کفار کے قتل و غارت اور خرابی مملکت مین کوئی دقیقہ
فروگذاشت نہ کیا اور چونکہ راے اوڈیسہ اپنی ولایت خالی کرکے دور و دراز مین بھاگ گیا تھا سلطان محمد شاہ
نے باطمینان تمام اُس ملک مین چھ مہینے توقف کیا اور رعایا وغیرہ سے بقدر امکان باستمالت و عقوبت زر خطیر تحصیل کیا
اور سلطان چاہتا تھا کہ شاہزادہ اور خواجہ کو طلب کرکے وہ حدود اُنکے سپرد کرے راے اوڈیسہ نے یہ خبر سنکر ایلچی متواتر
با تحف و ہدایا اور فیل بسیار شاہ کی خدمت مین بھیجکر دروازے معذرت کے مفتوح کرکے یہ پیغام دیا کہ مین عہد اور اقرار
کرتا ہون کہ دوبارہ زمینداران تلنگ کی امداد اور کمک نکرونگا اور سلطان کے جادہ موافقت اور متابعت سے
کبھی انحراف نکرکے ہمیشہ مطیع و فرمانبردار رہونگا سلطان نے فرمایا کہ راے اوڈیسہ ان ہاتھیون کے علاوہ پچیس ہاتھی
اور اپنے باپ کے فیل خانہ خاص سے اگر بھیجے تو التماس اُسکی قبول فرماؤن اور راے اگرچہ اُن فیلون کو اپنی جان سے
عزیز تر رکھتا تھا لیکن مجبور اور ناچار ہوکر اُنھین بھی باجھول اطلس و مخمل و زربفت و سقرلات اور مع زنجیرہاے طلاء و نقرہ
ارسال کیے اور سلطان محمد شاہ نے عازم مراجعت ہوکر کوچ کیا اور اثناے راہ مین شکار مین مشغول ہوا اور اُس اطراف مین
ایک قلعہ کوہ پر اُسے نظر پڑا اور ایک جماعت بہادران اپنے ہمراہ لیکر اُس قلعہ کی سیر کو تشریف لے گیا اور اُس جماعت
سے جو وہان مقیم تھی پوچھا کہ یہ قلعہ ہمبراوریا سے تعلق رکھتا ہے یا نہین مردم اوڈیسہ نے جواب دیا کہ یہ قلعہ راے اوڈیسہ
کا ہے اور کسی کو یارا نہین کہ بنظر تصرف اُسپر نگاہ کرے سلطان محمد شاہ طیش مین آیا اور اُس پہاڑ کے دامن مین نزول فرمایا
دوسرے دن جب خورشید عالم افروز تابان ہوکر سر دریچہ زمردی سے برلایا جنگ پر آمادہ ہوکر اُس حصار کیطرف
متوجہ ہوا نظم چہ گویم کہ آن قلعہ در برتری ؛ کند با فلک دعوے ہمسری ؛ زموزونی قد و بالاے او ؛ زدے تیر
صد بوسہ بر پاے او ؛ اور ایک جماعت قلعہ سے برآمد ہوکر ممانعت کے واسطے آگے بڑھی اور اکثر اُنمین سے کے
غازیان اسلام سے مارے گیے اور نقد حیات گرہ سے کھو بیٹھے راجہ اوڈیسہ نے اس حال سے مطلع ہوکر ایلچی
سلطان کی خدمت مین بھیجے اور یہ گزارش کی کہ یہ جماعت صحرائی ہے انکی بے ادبی اس و تنخواہ کے سبب معاف
فرماوین اور بلا تصدع فرمائین کہ یہ قلعہ مفتوح کرکے اپنے ایک سپاہی کے سپرد کیا سلطان کو اُسکا حسن پیام پسند آیا پھر ڈیڑھ مہینے
قلعہ کو محاصرہ کرکے وہان سے کوچ کیا اور کندیر کیطرف عنان عزیمت منعطف کرکے اُسے محاصرہ کیا ہمبراوریا

بھی پانچ چھ مہینے مین عاجز ہوا اور حالت اضطرار مین ایک جماعت کو درمیان ڈالکر بشفقت تمام امان طلب کی اور
شہر ملازمان درگاہ کے سپرد کیا اور سلطان نے سوار ہوکر تمام شہر اور قلعہ کی سیر کی وہان ایک بڑا بتخانہ تھا اُسے مسمار اور
خراب کر کے چند نفر براہمہ اور خادمان بتخانہ کی بہ نیت جہاد و قصد ثواب گردن ماری اور یہ حکم دیا کہ اس مقام مین مسجد تعمیر
کرین اور معماروں نے اُسی دن بنیاد مسجد ڈالکر عمارت بنانی شروع کی اور سلطان محمد شاہ نے ایک منبر چوبی تیار کرکے اسپر
جا کر بانگ محمدی کہی اور دو رکعت نماز پڑھکر شکر بجا لایا اور زر کثیر مستحقین کو دیکر خطیب کو اشارہ کیا کہ خطبہ میرے نام پڑھے خواجہ
نے اُسوقت یہ عرض کی کہ بادشاہ نے جو بقصد غزا اتنے برہمن کو مقتول کیا ہے مناسب یہ ہے کہ آنحضرت کو اُسکے بعد غازی
کہین سلطان نے یہ امر قبول کیا اور خطیب نے لفظ غازی اُسکے القاب مین اضافہ کی القصہ محمد شاہ بجز اُس شخص شاہان بہمنیہ
سے ہے کہ جسنے اپنے ہاتھ سے برہمن قتل کیے کسواسطے کہ شاہان ماضیہ بہمنیہ نے اس مدت مین برہمن کے قتل کا حکم بہت کم کیا ہے
چہ جائیکہ اُنکی اپنے ہاتھ سے گردن مارین اور برہمنون کا عقیدہ فاسد یہ ہے کہ برہمن کشی اُنکو مبارک نہوئی خلل اُنکی مملکت
مین ظاہر ہوا اُسکے بعد سلطان محمد شاہ نے خواجہ کے التماس کے موافق تین برس راجمہندری اور اُس حدود مین توقف
کرکے سرحدون کو مضبوط کیا اور بہت زمینداروں کو زیر کرکے تلنگ کا بخوبی تمام انتظام کیا پھر ولایت نرسنگھ
کے تسخیر کی فکر مین پڑا اور خواجہ سے استفسار کیا کہ ایسا شخص جو راجمہندری اور تمام بلاد اور اس مملکت کے سب قلعون کا
بندوبست بخوبی کر سکے کون ہے خواجہ نے جواب دیا کہ ملک حسن نظام الملک بحری کے سوا کوئی اس کام کے سزاوار نہین ہے
یہ امر سلطان کی رائے کے موافق ہوا اسواسطے بدستور سابق فرمان طرف راجمہندری اور کندیر اور بہت ممالک کا اُسکے نام لکھا
اور حکومت ورنگل اور باقی ممالک تلنگ اعظم خان بن سکندر خان بن جلال خان کے تفویض فرمائی اور خود ولایت نرسنگھ کی
عزیمت کرکے سوار ہوا اور ملک حسن نظام الملک بحری اعظم خان کی ولایت تلنگ مین شریک ہونے سے آزردہ خاطر ہوا اور
سلطان سے عرض کیا کہ مین انتظام اس حدود کا اپنے ایک فرزند سے رجوع کرتا ہون اور چونکہ مین مہد سے اس عہد تک
حضرت کی خدمت مین حاضر رہا ہون رکاب ظفر انتساب سے دوری گوارا نہین ہے سلطان محمد شاہ نے فرمایا کہ ہمارا مقصد اس
حدود کے ضبط سے یہی ہے بہر نوع کہ میسر ہو سکتے ہین سلطان جو خواجہ نظام الملک بحری کو صاحب داعیہ سمجھتا تھا اور اُسکے بیٹے ملک احمد کو
کہ ایک حرم سرا کی عورت کے بطن سے تھا اور باپ سے رشید تر اور شجاع تر تھا نہین چاہتا تھا کہ دونون ایک طرف کے جاگیردار ہوین
اسواسطے کہ سنوات سابق مین جسوقت کہ ملک حسن نظام الملک بحری کو راجمہندری کی سپہ سالاری پر مقرر کرتے تھے ملک
احمد کو سلطان نے رکھکر خداوند خان حبشی کی توابع کرکے منصب سہ صدی دیکر جاگیر اُسکی ماہور مین مقرر کی تھی اور
ملک نظام الملک بحری اس امر سے بھی آزردہ خاطر رہتا تھا التماس کی کہ ملک احمد کو اپنے توابع مین منسلک کرکے جاگیر اُسکو
تلنگ مین عنایت فرماوین سلطان نے اُسکی عرض پذیرائی اور خواجہ کو پروانگی دی اور خواجہ جو لاعلاج تھا فرمان طلب
اُسکے نام صادر فرمایا اور ملک احمد نے بہ سرعت تمام راجمہندری کی چار منزل سے اردوے شاہی مین پہونچکر منصب ہزاری پایا اور
اُسطرف سے راجمہندری کی حکومت پر روانہ ہوا اور سلطان محمد شاہ نرسنگھ کی تسخیر مین ساعی ہوکر اُسطرف متوجہ ہوا اور یہ
نرسنگھ ایک راجہ قوی ہیکل اور عظیم الجثہ تھا اور کثرت مال اور وفور افواج مین موصوف اور ولایت کرناٹک اور تلنگ کے
درمیان مقام رکھتا تھا اور سواحل اسطرف کے دریا کی مچھلی پٹن تک اُسکے تحت حکومت تھے اور اس عرصہ مین قابو پاکر
بہت ممالک راے بیجانگر سے بزور شمشیر اپنے ممالک مین شامل کیے تھے اور قلعہ سنگین اور مستحکم بہم پہونچا کر اکثر اوقات زمینداروں

کو جنگ پر مستعد اور آمادہ کرکے اور خود انکا مددگار ہوکر شاہان بہمنیہ کی سرحد مین شور وغوغا برپا کرتا تھا اور امراے سرحد
جو اُسکا مقابلہ نکر سکتے تھے ہمیشہ اُسکی شکایت درگاہ مین تحریر کرتے تھے اور سلطان محمد شاہ نے اثناے طے
مسافت مین ایک قلعہ بالاے کوہ اُجاڑ اور خراب دیکھا جب دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ بادشاہان دہلی کے
آثار سے تھا کہ اُس حدود کے انتظام کے واسطے تیار کیا تھا سلطان نے وہان مقام کرکے فرمایا کہ معمار جلد
اسکی تعمیر مین مشغول ہون اور اہتمام اُسکا خواجہ سے رجوع ہوا اُسنے سعی بلیغ کرکے وہ کام کہ دو برس کے
عرصہ مین انجام ہو چھ مہینے مین تمام کیا اور غلہ اور ذخیرہ اور توپ اور ضرب زن اور جمیع آلات قلعہ داری مہیا
کرکے مردم معتبر کے سپرد کیا اور سلطان کو اس قلعہ مین لیجاکر تمام چیزین اور سامان جو موجود کیا تھا ملاحظہ کروایا
سلطان نے تحسین و آفرین فرماکر ارشاد کیا حق سبحانہ تعالے کا ہمپر بڑا فضل کرم ہے ایک شاہی اور ریاست خلق اور
دوسرے ملازم تجھسا خواجہ یہ کہکر پوشاک خاص جو زیب بدن تھی اُتار کر خواجہ کو پہنائی اور جو لباس کہ خواجہ
پہنے تھا وہ برآوردہ کرکے آپ پہنا اور آجتک کسی کتاب مین نظر نہین آیا کہ کسی بادشاہ نے نوکر سے ایسا
سلوک کیا ہو لیکن جو مرتبہ اسکا کمال تھا اور کمال علامت زوال ہے اثر اُسکا جیسا کہ مذکور ہوگا انھین دنون
مین ظہور پاکر دوسرون کی عبرت کا سبب ہوا الغرض سلطان محمد شاہ نے بعد تیاری قلعہ دو تین ہزار سوار ایک
آدمی معتبر کی سرداری مین محافظت کیواسطے وہان چھوڑا اور مطمئن ہوکر آگے بڑھا اور جس مقام مین پہنچا تھا
لوازم قتل و غارت بجالاکر ہلاکی اسطرف کے باشندون سے برلاتا تھا اور جب کوندپور مین پہونچا ایک جماعت وہانکے
متوطن نے معروض کیا کہ یہان سے دس منزل پر ایک بتخانہ ہے کہ کنچی نام رکھتا ہے اور در و دیوار اور سقف اُسکی زیور و
جواہر سے آراستہ در لآلی و گوہر نفیسہ سے پیراستہ اور آجتک کسی شاہان اسلام نے اسکو نہین دیکھا بلکہ نام بھی اُسکا نہ
سنا سلطان محمد شاہ نے چھ ہزار سوار خنجر گذار لشکر سے جدا کرکے بطور ایلغار اُسطرف متوجہ ہوا اور شاہزادہ محمود خان
اور خواجہ کو حکم کیا کہ کوندپور ہی مین رہین اور مورخین کا اتفاق ہے کہ سلطان محمد شاہ نے ایسا گھوڑا سرپٹ دوڑایا
کہ چالیس سوار سے زیادہ اُسکی ہمراہی نہ کرسکے اور یوسف عادل خان اور ملک حسن نظام الملک بحری اور تغرسخان ترک
ازانجملہ تھے اور جب حوالی بتخانہ مین پہونچا چند ہنود عفریت منظر برآمد ہوے اس درمیان سے ایک ہندو سیاہ فام
دیو نژاد ایک گھوڑے قوی ہیکل پر سوار ہوا اور شمشیر آبدار ہندی ہاتھ مین لیکر ایک لحظہ میدان مین ایستادہ ہوکر نگاہ تیز
سے دیکھا کہ محمد شاہ کے مانند ایک سوار میدان مین ہے اُسکی طرف متوجہ ہوکر گھوڑے کو جولان کیا اور سر پر سپر کھینچکر تلوار کا
ایک وار سلطان پر کیا محمد شاہ غازی نے ادہم باد پیما کو چمکاکے کس کس چستی اور چالاکی سے اُسکے وار کو روک کرکے اُلٹا
اُسپر وار کیا مگر وہ چھاپڑا ہندو پھر سلطان کے مقابل آیا اور رخش کو ٹھہرا کر چاہا کہ دست بُردی کرے محمد شاہ نے تلوار
برق کیطرح چمکا کے ایسے ضرب اُس خودسر کے فرق پر لگائی کہ اُسنے خیار کیطرح دو نیم کرکے خانہ زین پر اُتر آئی

بیت

دو نیمہ بگردش بیک زخم تیغ ؛ برآورد از ہندوان رستخیز

اس درمیان مین ایک اور ہندو کالا بجنگا مہیب تر مقابل
آیا اور جو ہر ایک جوان اُن چالیس سوارون مین سے جو کفار کی جنگ مین مشغول تھے مرافعہ اُسکا نکرسکتا تھا سلطان بنفس نفیس
اُسکے دفع مین مشغول ہوا اور شیر گرسنہ کیطرح حملہ کرکے نعرہ مارا کہ اے بزدل سنبھل جا یہ کہکر شمشیر خارا شگاف صف
کنندہ میدان مصاف برق کیطرح چمکا کے مثل اجل اُسکے سر پر آیا اور بسرعت تمام تر اُسے بھی آن واحد

مین تہ تیغ کرکے دار البوار پر پہونچایا پھر تو اُس مقابلہ کے بعد عجب معاملہ ہوا کہ سلطان محمد شاہ کی ضرب اور لغزسے
باقی ہندوون پر ایسا خوف چھایا کوئی مقابلہ کو پھر نہ آیا بے لڑے بھڑے میدان خالی ہوگیا بھاگ کر بتخانہ مین دراگئے
اس عرصہ مین فوج باز ماندہ آپہونچی اور سلطان محمد شاہ بجبر و قہر تمام بتخانہ مین داخل ہوا اور لوٹنے اور قتل کرنے
اور باندھنے مین مشغول ہوا **نظم** ہمہ خانہ از گوہر و گنج پر ❊ ز زرین بتان بر آمودہ دُر ❊ بہر یک صنم خانۂ دلپذیر ❊ نہ
خیلان گھر کا یداند ضمیر ❊ صنم خانہا جملہ گشتہ خراب ❊ غنیمت چنان کس ندیدہ بخواب ❊ بجز زیور و گوہر و گنج زر ❊
نمی بُرد کس ہیچ چیزے دگر ❊ اور سلطان محمد شاہ تاراج شہر کنچے مین داخل ہوا اور ایک ہفتہ استراحت اور آرام
فرماکے علم مراجعت بلند کیا اور ملک حسن نظام الملک بحری اور یوسف عادل خان اور فخر الملک کے بہ مشورہ
بہت امرائے غریب کو مع لشکر دولت آباد و جنیر کہ قریب بارہ ہزار سوار کے تھے نہایت سامان اور شوکت وصولت
سے نرسنگھ کی تادیب کو مقرر کیا اور خود بدولت و اقبال مع افواج ظفر امواج مچھلی پٹن کیطرف کہ وہ بھی ممالک
نرسنگھ سے تھے جاکر اس حدود کو بھی مسخر اور مفتوح کیا پھر مظفر و منصور کندپوریلی کی طرف عنان تشبدیز عزیمت
منعطف فرمائی اور حریفان کمین نشین ملک حسن نظام الملک اور ظریف الملک وغیرہ نے بعضے غلامان حضور کو جو نہایت تقرب
رکھتے تھے روکش کرکے تحریک اور ترغیب کیلئے تھے کہ وقت بیوقت باتین وحشت انگیز خواجہ کی نسبت مجلس سلطان
مین مذکور کرتے رہین اور جماعت ناعاقبت اندیش اُس بزرگوار کی غیبت اور خیانت مین عنان زبان معطوف
رکھکر اُسکی خونریزی مین تقصیر نہ کرتی تھی یہان تک کہ کندپوریلی مین اُس جناب کو بہ بہتان عظیم گرفتار کرکے
بیصدو رقصور قتل کروایا تفصیل اس اجمال کی یہ ہو کہ جب سلطان محمد شاہ بہمنی کے عہد مین دائرہ مملکت بہمنیہ وسیع
ہوا رائے صائب خواجہ مقتضی اس امر کی ہوئی کہ سلطان علاء الدین نگوی بہمنی کے ضوابط مین کچھ تصرف کرے
پھر سلطان محمد شاہ سے عرض کرکے براہین معقولہ اُسکے ذہن نشین اور خاطر گزین کیا اور عمل مین لایا از انجملہ ایک
یہ ہو کہ ملکات کے پہلے چار حصہ تھے پھر آٹھ حصہ کیے اور آٹھ سرلشکر کہ اُنکی اصطلاح مین طرفدار کہتے ہین بہم پہونچائے اس
طریق سے مملکت برار کی دو قسمت کرکے گاویل فتح اللہ خان عماد الملک کو دیا اور ماہور خداوند خان حبشی کے سپرد کیا
دولت آباد یوسف خان کو دیا اور جنیر مع دا و محال انند ا پور ما بین دمان وبسی و بندر کو دہ و نلگوان کو بجانب فخر الملک
کہ خواجہ جہان ترک کے عزیزون سے تھا رجوع کیا اور بیجاپور اور بہت ممالک اُسکے آب بہورہ اور رائچور او رمدکل آصف جم اقتدار خواجہ
جہان گاوان کو ارزانی رکھا اور حسن آباد گلبرگہ اور ساغر مل درک اور شولاپور تک دستور دنیار کو جو خواجہ سرا حبشی تھا حوالہ
کیا او رمملکت تلنگ تمام جو ملک حسن نظام الملک بحری کے ضبط مین تھی اُسسے بھی دو قسمت کی راجمہندری اور
ملکنڈہ اور مچھلی پٹن اور اودیا اور بھی مواضع کثیر انتظام الملک کو دیکر حکومت ورنگل کی اعظم خان ولد سکندر خان
بن جلال کے نام مقرر کی اور ہر اطراف ثمانیہ سے بہت قصبات اور پرگنات کو خاصہ کرکے خزانہ بادشاہی کے تحت
تصرف مین قرار دیئے اور دوسرے یہ کہ سلطان علاء الدین حسن کانکوی بہمنی کے عہد مین یہ دستور تھا کہ جو شخص
ولایت کا حاکم اور سردار ہوتا تھا وہی اُس اطراف کے تمام قلعہ اپنے تصرف مین رکھتا تھا اور وہ جس شخص کے
واسطے مناسب دیکھتا تھا حوالہ کرتا تھا اور طرفدار مثل کوندیوار اور بہرام خان اور سکندر خان قلعہ متین اور سنگین
کے سبب کبھی کبھی داعیہ سرکشی کرتے تھے اسواسطے آصف جم اقتدار نے یہ امر شرائط احتیاط سے بعید جان

مقرر کیا کہ ایک قلعہ سرلشکر کے قبضہ مین چھوڑکر باقی اسطرف امرا اور منصبداران معتبر کو بادشاہ کے حضور حوالہ کرین جسطرح جیسے قلعہ دولت آباد و جنیر اور بیجاپور اور حسن آباد گلبرگہ اور ماہور اور کاویل اور ورنگل اور راجمندری حکام کے سپرد ہوے اور باقی قلعہ حضور سے مردم معتبر کے تفویض ہوے اور تیسرے تصرفات خواجہ سے ضوابط سلطان علاءالدین حسن بہمنی مین یہ ہے کہ ایام سابق مین جب مملکت تلنگ شاہان بہمنیہ کے حوزۂ تصرف مین نہ آئی تھی یون مقرر تھا کہ پانصدی کو ایک لاکھ ہون اور ہزاری کو دو لاکھ ہون نقد خزانۂ عامرہ یا جاگیر سے وصول ہوا کرین اور بعد تسخیر تمامی مملکت تلنگ نظر عطوفت حال سپاہ پر مبذول فرما کر یہ مقرر کیا کہ امراے پانصدی کو ایک لاکھ اور پچیس ہزار ہون و ہزاری کو دو لاکھ اور پچاس ہزار ہون پہونچا کرین اور جاگیر اس صورت سے دیتے تھے کہ جسکا اگر ایک لاکھ ہون سے کمتر حاصل ہوا بقیہ غلامان خزانۂ شاہی سے وصول کیا کرین اور اسی طور سے اگر امرا عادۃً مقرری سے ایک سپاہی کم ملازم رکھتے تھے اہالی دفتر اُسکی بازیافت اور پرسش کرتے تھے چنانچہ ان کامون کے سبب ضبط لشکر و ولایت اور زیادتی غلا کی جیساکہ چاہیے ظہور مین پہونچی رونق عظیم امور سلطنت مین ظاہر ہوئی لیکن یہ امر ایک جماعت صاحب داعیہ کے موافق مزاج نہ آیا خواجہ کی نسبت اُنکا عداوت کا کمر جان پر باندھا اور خواجہ اسے سمجھا جو تمام ہمت اُسکی اپنے مالک کی دولتخواہی مین مصروف تھی اُسنے کچھ پروانہ کرتا تھا اور جو درمیان خواجہ اور یوسف عادل خان کے نسبت پدری اور فرزندی کی تھی اپسمین نہایت اخلاص رکھتے تھے ہر ایک مفسدہ مین دونون ہوشیار رہتے تھے اور اس بات در رازی مین کسیطرح کا صدمہ اور گزند اس بزرگ صوری اور معنوی کے وجود با جود پر نہ پہونچا سکے اب اسی عرصہ مین یوسف عادل خان نرسنگھ کی سرحد پر متعین تھا ایک جماعت دکنی اور حبشی سے جو خواجہ کی دستگیری اور میامن التفات کے باعث مراتب اعلیٰ کو پہونچکر مشاہیر درگاہ سے ہوئی تھی مانند ظریف الملک دکنی اور مفتاح حبشی کے گئے ملک حسن نظام الملک بحری کے ساتھ اتفاق کیا تھا کہنے لگے کہ اسوقت یوسف عادل خان حاضر نہین ہے فرصت غنیمت ہے خواجہ کے دفعیہ مین کوشش کرنی چاہیے پھر ظریف الملک اور مفتاح حبشی اور غلامان ہندی مقرب نے خواجہ کے ایک غلام حبشی سے جو اُسکا مہردار تھا طرح دوستی اور خصوصیت ڈال کر بذل نقود اور جواہر اور امتعۂ نفیسہ اور اقسام اسپان تازی وغیرہ سے اُسے شرمندہ بلکہ بندہ اپنے احسان کا کیا ایک روز مجلس شراب مین کہ وہ بدمست تھا ظریف الملک اور مفتاح حبشی ایک کاغذ سفید پیچیدہ اپنے ہاتھ مین لیکر کہنے لگے کہ یہ کاغذ برات ہمارے فلان آشنا کا ہے اور اسپر مہر اکثر اہل دفتر کی ہوئی ہے اگر تم ازراہ مراحم قلبی اور اتحاد دلی کے اسپر مہر خواجہ کی ثبت کرکے ہمین اپنا رہین منت کروگے بعید نہوگا غلام نے بیعقلی سے اُنکے کلام کو یقین کرکے جس مقام مین اُنھون نے کاغذ کھول کر دکھایا بغیر دیکھے بھالے خواجہ کی مُہر چھاپ دی ظریف الملک اور مفتاح حبشی تدبیر کو موافق دیکھکر رات کے وقت ملک حسن نظام الملک بحری کے مکان پر گئے اور حقیقت حال معروض رکھی اور سب نے متفق ہو کر خواجہ کی زبانی رلے اور ڈلیسہ کو اس کاغذ مین لکھا کہ ہم سلطان محمد شاہ کی می نوشی اور اُسکے ظلم سے متنفر ہوے ہین اور ادنی توجہ سے دکن مسخر ہوگا اس لیے کہ راجمندری اور اُس سرحد مین کوئی سردار سلیقہ شعار اور جرار نہین ہے تم اپنا لشکر ہمراہ لیکر بلا توقف ولایت دکن مین چلے آو جو اکثر امرا میرے کہنے سے باہر نہین ہین مین ہر ایک طرف نشان دشمنی کا بلند کرونگا اور شاہ کے دفع کے بعد مملکت دکن علی السویہ تقسیم کر لینگے اور ظریف الملک اور مفتاح حبشی اس وقت کہ

ملک حسن نظام الملک بحری حاضر تھا کتابت مزور یعنی جعلی کاغذ کو سلطان محمد شاہ کے ملاحظہ مین درلائے اور سلطان جو کہ مہر خواجہ پہچانتا تھا مضطرب اور سراسیمہ ہوا اور ملک حسن نظام الملک بحری نے فرصت پاکر کلام وحشت انگیز سے اُسکی آتش قہر کو اسطرح افروختہ کیا کہ عنان اختیار اُسکے دست اقتدار سے چھوٹ گئی اور بدون استفسار اور دریافت حقیقت حال حامل مکتوب سے کہ جو خواجہ کیطرف سے راے اوڈیسہ کے پاس لیجاتا تھا آدمی خواجہ کے طلب کو بھیجا اور خواجہ کے متوسل نے طلب کے سبب پر مطلع ہوکر خواجہ کو آگاہ کیا اور عرض کی کہ اگر آپ آج بہانہ سے دربار کا جانا ملتوی رکھیں بہتر ہوگا خواجہ نے یہ بیت کہ اُن دنون اکثر اُسکے ورد زبان رہتی تھی پڑھی بیت
چون شہید عشق در دنیا و عقبی سرخروست * خوش ہمی باشد کہ مارا کشتہ زین میدان برند * اور فرمایا کہ یہ محاسن جو ہمایون شاہ کی خدمت مین سفید ہوئی اگر اُسکے فرزند کی بدولت خون سے مخضب و رنگین ہووے سرخروی کا سبب ہے آئندہ خوف خدا بشر کو ضرور ہے سرگشتگی قسمت سے انسان مجبور ہے سرنوشت سے احتراز نہین کرسکتا قضا سے نہین بچ سکتا جیسا کہ کسی شاعر نے اس بارہ مین خوب کہا ہے بیت زندہ کنی عطاے تو ور بکشی فداے تو * دل شدہ مبتلاے تو ہر چہ کنی رضاے تو * اس درمیان مین چند شخص امراے کبار نے کہ اُسکے تابعون سے تھے آدمی معتمد خواجہ کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ ہم دربار مین باتین ہوشش اور جانکاہ سنتے ہین ہزار سوار جرار آپ کے پاس حاضر ہین آپ انھین ہمراہ لیکر گجرات کیطرف تشریف لیجائین ہم بھی جلو مین خدیوون کے مانند ہمراہ رکاب قدم بقدم چلینگے خواجہ نے جواب دیا کہ مین سالہاے دراز سے اس خاندان عالی شان کا نمک خوار ہون اور کسی طرح کی تقصیر مجھسے وقوع مین نہ آئی اور شاہ بھی دفعتہ دشمنون کی تہمت سے بلاتحقیقات مجھے ساتھ بیوفائی کے منسوب نفرماویگا اور اگر سیاست بھی کریگا بہتر نمک حرامی سے ہے پھر اُسی وقت شاہ کے دربار مین گیا سلطان محمد شاہ نے پوچھا کہ اگر کوئی شخص اپنے ولی نعمت سے بوجہ حرام خوری کرے اور ساتھ یقین کے ملے اُسکی سزا کیا ہے خواجہ نے کہا اُس بدبخت کے واسطے جو اپنے مالک کے ساتھ درپے غدر ہووے اور غداری اُسکی بپایہ اثبات کو پہونچے اُسکی سزا تیغ آبدار کے سوا دوسری نہین ہے یہ سنکر سلطان نے وہ مکتوب خواجہ کو دکھایا خواجہ نے آیہ سبحانک ہذا بہتان عظیم پڑھکر جواب دیا کہ مہر کمترین کی ہے لیکن میرا خط نہین اور مین اس امر سے مطلق آگاہی نہین رکھتا اور قسم کھا کر مضمون اس مقال کا گذارش کیا قطعہ بخداے کہ جوہر امرش * اہل معنی بجان و دل سفتند * کہ جو بہتان یوسف و گرگ است * آنچہ از بہر دشمنان گفتند * ہر چند خواجہ نے اسطور کی باتین عرض کین سلطان جو شراب پیکر بیخود اور قہر و غضب کی شدت سے مبہوت ہوگیا تھا دوسرے یہ کہ زوال اُس خاندان کا بھی نزدیک پہونچا تھا مقام تجسس و تفحص مین نہوکر دربار سے اُٹھا اور جوہر نام حبشی کو اُسکے قتل کا حکم دیا خواجہ نے جواب دیا کہ اس پیرانہ سالی مین میرا قتل نہایت سہل اور آسان ہے لیکن تیرے ملک کی خرابی اور بدنامی کا باعث ہوگا سلطان نے کوتہ اندیشی سے اُسکی بات گوش ارادت سے نہ سنی اور محلسرا کیطرف متوجہ ہوا اور جوہر حبشی شمشیر برہنہ کھینچکر اُسکے قتل پر آمادہ ہوا اور خواجہ نے دو زانو قبلہ رو بیٹھکر کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا اور جب ضربت تلوار اُسکی گردن پر لگی الحمد للہ علی نعمۃ الشہادۃ کہکر جان بحق تسلیم کی اور اس درمیان مین سعید خان گیلانی کہ اُسکا ہمقوم تھا اور امراے کبار کی سلک مین انتظام رکھتا تھا بسبب اتفاق دیوانخانہ مین آیا اور جو غلام گرم سیاست تھے بحکم اُسے بھی تہ تیغ کیا اور خواجہ کی عمر اٹھتر برس کی تھی اور شہادت سے چند روز پیشتر ایک قصیدہ سلطان محمد شاہ

تھنی کی تاریخ مین موزون کیا تھا اُسمین سے دو بیت یہ ہین ابیات شد بشکل ضربت تیغ بر دوش جان حمائل ٭ ہیکل ز حرز سیفی وانگہ حراس ای دل ٭ تیغ تو آب حیوان مردم ز حسرت آن ٭ آرے بعہد من شد آب حیات قاتل ٭ اور یہ واقعہ ہائلہ اور سانحہ جانکاہ ماہ صفر کی پانچوین تاریخ سنہ ۸۸۶ آٹھ سو چھیاسی ہجری مین واقع ہوا تھا ملا عبد الکریم ہمدانی صاحب تاریخ محمد شاہی تلامذہ بلکہ خواجہ کے مریدون سے تھا اُسنے یہ قطعہ اُسکی شہادت کا کہا قطعہ شہید بیگنہ مخدوم مطلق ٭ کہ عالم راز جودش بود رونق ٭ وگر خواہی تو تاریخ وفاتش ٭ فرو خوان قصۂ قتل بناحق ٭ اور دوسری تاریخ یہ کہی بیت سال فوتش گر کسی پرسد بگوے ٭ بیگنہ محمود گاوان شد شہید ٭ ملا سامعی کہ مداح اور نوکر اور ندیم اُسکا تھا یہ قطعہ تاریخ اُسکا طبعزاد ہی قطعہ چون خواجہ جہان راہرگز حرام خواری ٭ در دل نبود و یکدم پیوستہ جان سپاری ٭ گشت او شہید مغفور ای سامعی بتحقیق ٭ تاریخ کشتن او جز حلال خواری ٭ آثار جمیلہ اس خواجہ آصف شعار کے زمین پر دکن مین بہت ہین خصوصاً وہ مدرسہ کہ معمار ہمت اُسکی نے شہادت سے دو برس پیشتر شہر خیر اثر احمد آباد بیدر مین اتمام کو پہونچایا تھا اور حسن قبول سے ربنا تقبل منا اسکی تاریخ ہوئی جیسا کہ سامعی نے قطعہ تاریخ کہا ہی گوش ارادت سے سنو قطعہ این مدرسہ رفیع محمود بنا ٭ چون کعبہ شدہ بہت قبلۂ اہل صفا ٭ آثار قبول بین کہ شد تاریخش ٭ از آیت ربنا تقبل منا ٭ اور وقت تحریر اس حکایت تک کہ سنہ ۱۰۲۳ ایک ہزار اور تئیس ہجری ہین اب تک وہ عمارت اور مسجد اور چار طاق و بازار بزرگ باقی ہی اور اُسکی لطافت اور پاکیزگی سے ایسا دریافت اور مشاہدہ ہوتا ہی کہ ابھی معماران چابک دست نے اسکی تعمیر سے ہاتھ کھینچا ہی اور ذات شریف اُس آصف جاہ کی بانواع علوم عقلیہ و نقلیہ خصوصاً ریاضی اور طب مین اتصاف رکھتی تھی اور فن نظم و نثر اور انشا اور حساب مین بھی اپنے زمانہ مین بے نظیر تھا اور خط سیاق خوب لکھتا تھا اور رسالہ روضۃ الانشا اور دیوان اشعار اُسکا ابھی بعضے مرد صاحب حیثیت کے پاس بہم پہونچتا ہی اور ہمیشہ اپنے افاضل عصر کیواسطے خراسان اور عراق مین تحفہ اور ہدایا بھیجتا تھا اور سلاطین خراسان اور عراق کے غائبانہ اُس سے التفات فرماتے تھے اور مولانا عبد الرحمن جامی قدس سرہ مکاتیب اُسکو بھیجتے تھے اور اظہار نیاز کرتے تھے اور حضرت مخدوم بھی نظر اُسکے عقیدہ اور اخلاص پر رکھکر مفاوضات مرسول رکھتے تھے جیسا کہ اُسکی انشاء یعنی منشآت مین موجود ہی اور قصائد مولانا جامی کے درمیان ایک قصیدہ ہی کہ مخصوص بنام اُسکے لکھا ہی اور مطلع اُسکا یہ ہی مطلع مرحبا ای قاصد ملک معانی مرحبا ٭ الصلا کز جان و دل نزل تو کردم الصلا ٭ اور اس قصیدہ مین یہ بھی بیت ہی بیت ہم جہان را خواجہ و ہم فقر را دیباچہ اوست ٭ آیت الفقر لاکن تحت استار الغنا ٭ اور دوسرے قطعہ مین فرمایا ہی ٭ قطعہ جامی اشعار دلاویز تو جنسیست لطیف ٭ بودش از حسن بود لطف معانی آرش ٭ ہمرہ قافلۂ ہند روان کن کہ رسد ٭ شرف عز و قبول از ملک التجارش ٭ اور ملا عبد الکریم ہمدانی نے ایک کتاب مشتمل اُسکے حالات زمانۂ ولادت سے آوان شہادت تک تحریر کی اور مسودہ اس صحائف کا خلاصہ اسکا کہ لائق کتب تاریخ ہی درج کرتا ہی واضح ہو کہ آبا و اجداد اُسکے ایام سوابق مین وزراے شاہان گیلان کی سلک مین انتظام رکھتے تھے اور ہمیشہ معزز اور مکرم رہے اور بخت روز افزون کی اعانت کے باعث ایک آئین سے سر رشتہ پر متمکن ہو کر صاحب خطبہ ہوا اور

تاریخ محمود شاہی

بروایت حاجی محمد قندھاری اُس دولت نے عہد شاہ طہماسپ صفوی بادشاہ ایران تک امتداد پیدا کی اور اسکی
کوشش کے سبب صفت انقراض قبول کی اور جب اولاد بادشاہان ذاتی رشتہ سے خواجہ عماد الدین محمود نے قدم
اقلیم وجود مین رکھا اور بعد کسب علوم اور تحصیل کمالات رشک وحسد ابنائے جنس ملوک سے خائف ہوکر
اپنی والدہ کی تکلیف سے کہ وہ بھی خاندان مشائخ بزرگ سے تھی جلاے وطن ہوا اور بادشاہان عراق وخراسان
نے تقریبات اُٹھاکر منصب ووزارت کی ہرچند تکلیف فرمائی علو ہمت سے قبول نہ کرکے برسم تجارت
ربع مسکون کی سیر مین مشغول ہوا اس درمیان مین علما اور مشائخ عصر سے جو صحبت رکھتا تھا اُنکے
فیض نظر سے صاحب خوارق عادات ہوا جس وقت کہ تینتالیس مرحلہ اُسکے مراحل عمر سے طے ہوے دکن مین
بقصد زیارت بعنوان تجارت دریا کے رستہ سے بندر دابل مین آیا شاہ محب اللہ اور مشائخون کی زیارت
کا عازم ہوکر احمد آباد بیدر کیطرف روانہ ہوا اور بعد حصول مقصود چاہا کہ اُسی لباس مین مشائخ دہلی اور اُس حدود کے
نفر کی زیارت سے مشرف ہون سلطان علاء الدین بہمنی مانع آیا اور اُس قدوہ ارباب صفا کو اپنی صف اکابر
واعیان مین بتکلیف تمام منتظم کیا اور ہمایون شاہ ظالم کے عہد مین بخطاب ملک التجار کہ اُس دولتخانہ مین
اس سے بزرگ تر کوئی خطاب نہ تھا تمام ارکین سلطنت سے ممتاز ہوکر وزیر اور جملۃ الملک ہوا اور
خدمات شائستہ کے ظہور سے سلطان محمد شاہ کے دور مین کتنے منصب اور اُسپر اضافہ ہوے اور بخواجہ
جہان مخاطب ہوا اور دو ہزار سوار مغل سب قسم سے نوکر خاص رکھے اور دو ہزار اور سلطان کی طرف سے
اُسکے تابع تھے اور ولادت اُس بزرگوار کی قریہ قاوان من اعمال گیلان مین ہوئی لیکن شہرت اُسکی اقالیم سبعہ
مین بگاوان ہو نہ قاوان ایکدن خواجہ قصر ارک احمد آباد بیدر پر سلطان محمد شاہ کے دربار مین بیٹھا تھا
ناگاہ ایک گاے یا بیل نے پائین قصر سے فریاد کی ایک احضار مجلس نے خواجہ سے پوچھا کہ یہ بیل کیا کہتا ہے فرمایا
کہتا ہے کہ تو ہماری جنس سے ہے انجمن شاہ مین کیا کرتا ہے سلطان محمد شاہ نہایت شگفتہ اور خندان ہوا اُس
جواب سے آثار کدورت اصلاً صفحہ حال پر ظاہر نفرمایے اور اسقدر اوصاف حمیدہ خواجہ اور شکر الٰہی
بجالایا کہ مزید اُس سے متصور نہ تھا اور اُسی مجلس مین فرمایا کہ مجھے شاہان بہمنیہ ماضیہ پر تفاخر کسواسطے ہے
مین مثل خواجہ کے نوکر رکھتا ہون اُنمین ایسا شخص کہ خاصیت عنقا کی رکھتا ہے میسر نہوا اور اُسی عرصہ
مین سلطان حسین میرزا بادشاہ دار الملک ہرات نے مولانا سید کاظم کو برسم رسالت قندھار اور لاہور
کے راستہ سے خواجہ عماد الدین محمود کے پاس بھیجکر بوہدایے شاہانہ خواجہ کی ملاقات کا شائق ہوا اور
خواجہ ہرچند جانتا تھا کہ مجھے سلطان سے رخصت نہ ملے گی لیکن سید محمد کاظم کے آنے کا سبب سلطان محمد شاہ
کی عرض مین پہونچایا اور جب اُسنے رخصت معاودت ایران نفرمائی خواجہ نے ناچار ہوکر سید کاظم کو
باعزاز واکرام فراوان مع تحف وہدایاے بسیار شاہ خراسان کی درگاہ کیطرف روانہ کیا اور ایک
عریضہ تحریر کرکے معذرت خواہ ہوا لیکن سید محمد کاظم وقت مراجعت دریا کے راستہ سے
فارس کیطرف گیا اور شیراز مین رحل اقامت ڈالا اور اُسی ولایت مین سفر آخرت کا عازم ہوا اور
خانۂ تن مہمان روح سے خالی کیا اور وہ تحف وہدایا مقام مقصد مین نہ پہونچا درمیان مین فوت اور ضائع ہوا

اور ایک قصیدہ شہر آشوب مشہور نتائج طبع سید کاظم سے ہے اور یہ مطلع اُسکا ہے مطلع قصیدہ شکر خدا کہ
قاضی شہر ہرسے نیم ٭ درسلک آدمی صفتانم خرے نیم ٭ القصہ اُسکے بعد خواجہ عمادالدین محمود بخطاب خواجہ
جہان مخاطب ہوا اکثر فرماتا تھا کہ یہ خطاب اس دولتخانہ مین یمن نہین رکھتا اول وہ شخص جو سلطان علاءالدین
بن سلطان احمد شاہ کے عہد مین ساتھ اس خطاب کے معزز اور مخاطب ہوا خواجہ مظفر علی استرآبادی تھا اور اُس
مظلوم نے ابھی بوستان دولت دکن سے ایک پھول نہ چنا تھا کہ خواجہ محمد خان کی شمشیر خونریز سے دو نیم ہوا
اور دوسرا خواجہ جہان ترک ساتھ اس حال کے پہونچا اب مین نہین جانتا کہ میرے سر پر کیا آفت آوے گی اور وہ
بہت پاک دین اور پاک اعتقاد تھا اور شیخین کو ساتھ بزرگی اور تکریم او تعظیم کے یاد کرتا تھا اور اخلاص تمام
سلطان محمد شاہ بہمنی سے رکھتا تھا آوازہ اُسکی سخاوت کا عالمگیر ہوا کوئی شہر اور قریہ ربع مسکون مین ایسا نتھا
کہ انعام اُسکا وہان کے اہل اللہ کو نہ پہونچا ہو اور حسن خلق کے ساتھ لوگون مین زندگانی کرتا تھا اور کمال
شگفتگی و اخلاق سے سلوک کرتا تھا منقول ہے کہ سلطان محمد شاہ نے بعد قتل خواجہ حرم سرا سے برآمد ہو کر حکم فرمایا
کہ منادی کر دو لشکر او بازاری سے جو شخص کہ چاہے اردوے خواجہ کو خزانہ اور اسپ و فیل و اسباب خاص کے سوا
تمام تاراج کرے غریبان نوکر خواجہ کہ متوہم ہو کر منتظر خبر تھے ہجوم عام دیکھکر اسپان بادپا پر سوار ہو کر بطور تلخت
و عجلت تمام یوسف عادل خان کے پاس روانہ ہوئے اور اپنے تئین حوادث کے دست و برد سے نجات دی
اور امراے تابع باوجود اسکے کہ نوکر شاہ تھے سوار ہو کر خیمہ اور خرگاہ سے باہر گئے اور افواج بشیمار آراستہ کر کے ایستادہ
ہوئے اس درمیان مین انکو خبر پہونچی کہ اتفاق کرنا تمہارا خواجہ سے بہ قصد روانگی گجرات شاہ کے گوش زد
ہوا ہے اسواسطے تمکو بھی تیغ بیدریغ سے قتل کریگا یہ سنکر وہ بھی خائف اور ہراسان ہو کر اکثر نے آپ کو یوسف
عادل خان کے پاس پہونچایا اور بعضے اور طرف روانہ ہوئے پھر تاراجیون نے اس بیچارہ کے اردو کو ایک
ساعت مین تاراج اور غارت کر کے اُسکا اثر باقی نہ رکھا اور جو سلطان محمد شاہ نے خواجہ کے زر و جواہر کی بہت تعریف سنی
تھی اُسکے خزانچی نظام الدین حسن گیلانی کو کہ جسنے خواجہ کی خدمت مین ایک عمر صرف کی تھی بلا کر نقد اور جواہر طلب
کیا خزانچی نے حیران ہو کر یہ عرض کی کہ اگر جان کی امان ہو تو بندہ راست راست عرض کرے سلطان نے اُسے جان
کی امان دے کر قسم کھائی کہ اگر تو جو کچھ ہے پوشیدہ نہ رکھے گا تو مین تجھے نوازش خسروانہ سے سرفراز کرونگا خزانچی
نے عرض کی کہ اے سلطان میرا مالک دو خزانہ رکھتا تھا ایک کو خزانہ شاہ موسوم کر کے اُسکا روپیہ دواب او بہ
بادرچیخانہ اور سپاہیون کے مصارف مین خرچ کرتا تھا اور اسمین ہزار لاری او تین ہزار ہون موجود ہین اور دوسرے
خزانہ کا نام درویشان رکھکر فقرا اور مساکین کا اسمین حصہ تھا اُس خزانہ مین تین سو لاری اُسکے بمہر موجود ہین
شاہ نے فرمایا یہ کیا بات ہے اور کیا معنے رکھتا ہے کہ خزانہ خواجہ جو شاہان اطراف کا ہمسر تھا اسقدر خزانچی نے جواب
دیا کہ جسوقت زر اُسکے جاگیر سے پہونچتا تھا ایک مہینے کا خرچ اسپ و فیل و سپاہ کا جدا کر کے خزانہ شاہ مین بھیجتا تھا
اور باقی خدا کی راہ مین فقرا اور مستحقین کو دیتا تھا اور اسمین سے ایک حبہ اپنے خرچ خاص مین صرف نہ کرتا تھا او
مبلغ چالیس ہزار لاری کہ برسم تجارت ایران سے ہندوستان مین لایا تھا ہر سال ممالکت دکن سے متاع خرید کر کے
ایک جماعت معتمد کی مصاحبت سے اطراف و جوانب کے بنادر مین بھیجتا تھا اور جو کچھ فروخت کر کے لاتے تھے راس المال

کو جدا کر کے ہر روز بارہ لاری اپنے خرچ خاص مین اُٹھاتا تھا اور اپنے کھانے پینے مین صرف کرتا تھا اور اُسمین سے نصف خزانہ بجوع درویشان نگاہ رکھتا تھا اور اپنی والدہ اور عزیزون اور اکناف عالم کے گوشہ نشینون اور متوکلون کو جو ہنگام تجارت ہے اُس سے آشنائی رکھتے تھے اور ہندوستان مین نہ آتے تھے اُسمین سے بھیجتا تھا سلطان متعجب ہوا اور دشمنون نے فرصت پائی اور کہنے لگے کہ خواجہ مرد عاقل تھا اور جانتا تھا کہ تجارت سے میرا خرچ بہم پہونچیگا سب احمد آباد بیدر مین چھوڑ کر نکل آیا خزانچی نے جواب دیا ان دو خزانون مین سے یہان اسقدر روپیہ بھی برآمد ہوا ہی اگر وہان سے ایک لاری بھی برآمد ہووے، غلام کے سو ٹکڑے کرین سلطان نے خواجہ کے تمام کارخانون کے لوگون کو طلب کر کے تحقیقات کی پہلے میر فراشون نے کہا جو فرش کہ خواجہ رکھتا تھا اس سفر مین ہمراہ ہی اور شہر مین چند چٹائی اور بوریے کے سوا کہ وہ بھی مسجد اور مدرسہ مین بچھے ہین دوسرا فرش موجود نہین ہی اور ہمیشہ خواجہ بوریے پر استراحت فرماتا تھا پھر چاشنی گیر کہ مراد بکاول سے ہی بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور زمین خدمت کو بوسہ دیکر یہ گذارش کی کہ دیگ اور طباق در ظروف مسینہ جو کچھ مال خواجہ تھا تمام سفر مین حاضر ہی اور خواجہ کیواسطے خاصہ دیگ گلی مین پکاتے تھے اس گفتگو کے بعد کتب خانہ کے داروغہ نے بادشاہ کے روبرو جاکر سمع اقدس مین پہونچایا کہ تین ہزار جلدین کتب خانہ مین حاضر ہین لیکن تمام کتب طلبا پر وقف ہین اور جب سلسلہ کلام کا یہانتک پہونچا شاہ متفکر ہوا اور خزانچی نے موقع وقت کا پایا اور زبان سلطانانہ کھولی پہلے یہ دعا دی اور کہا اے سلطان محمود کاوان اور مثل اُسکے سو ہزار تجھپر فدا ہون توکسواسطے اُسکا حقوق خدمات منظور نہین رکھتا اور حامل مکتوب جو نوشتہ اسے اوڈیسہ کے پاس لیے جاتا تھا اُسے طلب نہین کرتا تو پھر اور تمہید خلائق پر اُسکی حرامخوری ظاہر ہوئے شاہ اس کلام کے سننے سے متنبہ ہوکر خواب غفلت سے بیدار اور ہوشیار ہوا اور خواجہ کے دشمنون کو حکم دیا کہ اُس کاغذ کے دارندہ کو حاضر کرو اور یہ کہکر لرزان لرزان دربار سے برخاست کر کے حرم سرا مین گیا اور وہ ماجرا تمام اپنی بڑی بہن حمیدہ سلطان جو مخدومہ جہان کے بطن سے تھی بیان کیا اور اپنے حکم بیجا سے نہایت نادم اور پشیمان ہوا اور خواجہ کا جنازہ احمد آباد بیدر مین روانہ کیا اور روز سوم کو جمیع امرا اور ارکان دولت کو شاہزادہ محمود خان کے ہمراہ اُسکی زیارت کو بھیجا اور دوسرے دن کوچ کیا چاہتا تھا قضارا اُس شب کو فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان حبشی مع لشکر برار اور ماہور کوچ کر کے لشکرگاہ سے دو فرسخ پر فروکش ہوئے سلطان نے کوچ کو ملتوی اور موقوف رکھا علی الصباح آدمی اُنکے پاس بھیجا اور نہ آنیکا سبب استفسار کیا انھون نے جواب دیا کہ مقربان درگاہ نے افترا اور بہتان کر کے خواجہ جہان سے شخص کو قتل کروایا اگر ہمین بھی کسی تہمت مین مبتلا کرین کیا عجب ہی شاہ نے مخفی اُنکے پاس یہ پیغام بھیجا کہ تم باطمینان تمام حضور مین حاضر ہو تو لوازم مشورت بجالا کر خواجہ کے دشمنون کو سزا دون اُنھون نے معذرت کے بعد گذارش کی کہ جسوقت یوسف عادلخان آویگا ہم اُسکے باتفاق پابوسی کو حاضر ہونگے سلطان نے مدارا اور مواسا کے سوا علاج نہ دیکھکر فرمان طلب یوسف عادلخان کے نام بسرعت تمام روانہ کیا اور یوسف عادلخان بسبیل استعجال کوندپورلی مین آیا اور فتح اللہ عماد الملک کے پاس نزول کیا اور سبنے صاحب ارادہ ہوکر اپنے جمیع مدعیات حسب دلخواہ بنائے اور خواجہ کی جاگیر بیجاپور وغیرہ تمام وکمال یوسف عادلخان کے مفوض ہوئی علم قدار اُس حدود کا ہوا اور دریا خان اور فخر الملک اور ملو خان اور اکثر امرائے مغل و ترک اُسکے تابع ہوئے ممالک بیجاپور سے

جاگیر پائی ملک حسن نظام الملک بحری نائب اور پیشوا ہوا اور نظام الملک دکنی نے دولت آباد کی طرفداری پائی اور
عماد الملک اور خداوند خان حبشی بھی فائز المرام ہو کر اپنی جاگیر قدیم پر معزز ہوئے اور قوام الملک کبیر اور قوام الملک صغیر کہ غلامان
ترک سے تھے اور ملک حسن نظام الملک سے اتفاق رکھتے تھے ورنگل اور راجمہندری کے سرلشکر ہو کر اُنھون نے سلطان کے
ہمراہ رکاب کوچ کیا اور جب یہ سلطان کے ہمراہ باحتیاط تمام احمدآباد مین پہونچے یوسف عادلخان اور فتح اللہ عماد الملک
اور خداوند خان شہر مین نہ آئے بیرون شہر وارد ہوئے اور سلطان محمد شاہ نے جب جانا کہ کام ہاتھ سے گیا ستیزہ
مناسب جانکر اُنسے کچھ نہ کہا اور رخصت جاگیر دیکر جوشن صبر گلے مین ڈالا اور اس گمان سے کہ ملک حسن بحری خواجہ
کیطرح ضبط لشکر کریگا پایہ اُسکے مرتبہ کا روز بروز بلندتر کیا اور نہایت التفات اُسکی نسبت ظاہر کی اور یہ امر زیادہ
تر نفرت طبائع کا موجب ہو کر کام ضائع تر ہوا اور بعد چند ماہ ساتھ اندیشہ کے کہ یوسف عادل خان اور فتح اللہ
عماد الملک کو دام مین لاکر انتقام لے سیر کے بہانہ قلعہ بلگوان اور دریا پار کے احمدآباد بیدر سے نہضت کی اور حکم
کے موافق یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان حبشی مع لشکر ہائے آراستہ اُس سے
ملحق ہوئے لیکن اپنی قدیم روش پر عمل کر کے لشکر گاہ سے دور فروکش ہوتے تھے اور کوچ کیوقت سر راہ
ایستادہ ہو کر دور سے سلام کرتے تھے اور سلطان محمد شاہ ایک ساعت مین ہزار مرتبہ خواجہ کو یاد کر کے اُسکے قتل
ہونے پر تاسف کھاتا تھا اور چونکہ خود کردہ کا علاج نہین ہے صبر کر کے طیش کھاتا تھا یہانتک کہ بلگوان مین پہونچکر سر نو
ٹھہرا اور قلعہ کی سیر کی ہر چند امرا کو تکلیف سیر بندر گووہ اور کوکن کی دی قبول نہ کی اس سبب سے نہایت رنجیدہ
اور محزون ہو کر عازم مراجعت ہوا اور اس عرصہ مین خبر پہونچی کہ شیورائے حاکم بیجانگر لشکر عظیم بندر گووہ پر تعین کر کے
جنگ پر آمادہ ہے سلطان نے یوسف عادل خان کو مع لشکر بیجاپور غریب و ترک اور دکنی سے ہمراہ کر کے کفار کے
مدافعہ کو بھیجا اور خود کوچ متواتر کر کے فیروزآباد گیا لیکن فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان حبشی بلا اجازت برار کیطرف
روانہ ہوئے اور سلطان محمد شاہ خوب جانتا تھا کہ کار جنگ ساختہ نہوگا اور خرابی کے سوا دوسرا امر ظہور مین نہ آویگا
سکوت اختیار کیا اور دو تین مہینے فیروزآباد مین بسبب ظاہر لوگون کے دکھانیکو عیش و نشاط مین مشغول ہوا
اور دور ساغر کا خوب چلا اور باطن مین اندوہ غم کے غلبہ سے روز بروز طاقت سلب ہوتی جاتی تھی اسواسطے
شاہزادہ محمود خان کو ولیعہد کر کے ملک حسن نظام الملک بحری کو اُسکا وکیل سلطنت کیا اور اس بارہ مین ایک محضر
ملکر اکابر و علما اور قضات کے دستخط اور مہر سے مزین و مسجل کیا اور اُن دنون مین سلطان مکرر زبان پر لاتا
تھا کہ ظاہرا یہ دولت زوال پر ہے کسواسطے کہ امرا جو ایسے بادشاہ کی کہ ہما سان بادشاہی کی ہے اور ضرب شمشیر سے
اتنے ملک فتح کیے اطاعت نہین کرتے یہ سب بعد میرے لڑکے کی کیونکر اطاعت کرینگے پھر رفتہ رفتہ ضعف
نے ترقی اور قوت نے تنزل کیا لیکن شافی مطلق کے فضل سے دار الملک احمدآباد بیدر مین جا کر صحت پائی اور
اس بیت کے مضمون پر عمل کیا بیت باز اعتدال یافت مزاج شہنشہی * روز نشاط آمد و بگذشت شام غم * اور ابھی
ایام نقاہت باقی تھے کہ شراب عرقی جو ہندوستان مین ہوتی ہے بافراط پی اور جماع کر کے سو گیا حرارت حرکت جماع
اور شراب اور خواب کی دل کی طرف متوجہ ہوئی شاہ بدحواس اور سراسیمہ خواب سے اُٹھا اور اشرف جہان طبیب
نے عرق بید مشک سرد پانی مین شریک کر کے پلایا کچھ افاقہ ہوا حکیم اپنے مکان گیا اور سلطان نے اُسکی غیبت مین آس

غلط مشہور ہے کہ شراب زدہ کی علاج شراب ہی فریب کھا کر مقربان بیوقت کی تجویز سے چند پیالے شراب کے نوش سے کیے تمام اینوآن سے درگذرا پھر طپش دل سے اُلجھنے اور دم توڑنے لگا اور حالت سکرات اور بحالت جانکنی جبوقت ہوش مین آتا تھا یہ کلمہ زبان پر لاتا تھا کہ ہوشیار و خواجہ مجھے کھینچتا ہی اور غرہ صفر سنہ آٹھ سو ستاسی ہجری مین ۸۸۷
قدم اقلیم عدم مین رکھکر خرخشۂ جہان سے چھوٹا اور سامعی نے اسکی تاریخ وفات مین یہ قطعہ موزون کیا **قطعہ**
شہنشاہ جہان شاہ محمد ✤ کہ در بحر فنا ناگہ فرو شد ✤ دکن چون شد خراب از رفتن او ✤ خرابی دکن تاریخ او شد
اور سلطان محمد شاہ نے اول بیس برس بڑی دھوم دھام سے سلطنت کی عدل و داد کی خوب داد دی آخر سلطنت کی انتقال الملک المعبود

ذکر سلطان محمود شاہ بہمنی کے جلوس کا اور بیان اسکے واقعات کثیر الاختلال کا

ناظم مناظر اخبار ناظم جواہر سخن گورشتہ بیان مین یون منتظم کرتا ہی کہ محمود شاہ نے بارہ برس کی عمر مین مسند عارنتی شاہی کو بفر و شکوہ اپنے زیب و زینت بخشی اور اعیان سلطنت اور ارکان مملکت مثل حسن نظام الملک بحری اور قوام الملک کبیر اور قوام الملک صغیر اور قاسم برید ترک سرنوبت جو حاضر تھے اُنہنے بیعت کی لیکن صورت جلوس کی اسطور سے واقع ہوئی کہ تخت بہمنیہ جو موسوم بہ تخت فیروزہ تھا ابتدائے آفرینش سے اسوقت تک اُس لفاست کا تخت بہت کم نشان دیتے تھے قصر تختگاہ مین لیجا کر اُسکے دو طرفہ دو کرسی نقرۂ رکھین پھر شاہ محب اللہ اور سید حبیب نے کہ افضل اور اصلح مشائخ اُس زمانہ کے تھے فاتحہ خیر پڑھکر تاج بہمنی سلطان محمود شاہ بہمنی کے زیب سر کیا اور دست راست جیب پکڑ کے تخت فیروزہ پر بٹھایا اور شاہ محب اللہ داہنی طرف کرسی پر بیٹھے اور سید حبیب بائین طرف کرسی پر متمکن ہوئے پھر نظام الملک اور قوام الملک کبیر و صغیر اور قاسم برید نے شاہ کے روبرو آکر مبارکباد کہی اور اپنے مقام پر استادہ ہوئے اور جمیع امرا اور ملوک اور علمائے جو شہر مین حاضر تھے شرف تسلیم سے مشرف ہوئے اور اسی دربار مین بعضون نے مذکور کیا کہ مجلس رفیع مین یوسف عادل خان سوائی اور دریا خان اور ملو خان اور فخر الملک کہ امرائے کبار ترک سے ہین حاضر نہین انکی غیبت مین کیون اجلاس کیا ملک حسن نظام الملک بحری نے کہا مہم سلطنت کو معطل رکھنا موجب فساد کی جسوقت وہ بزرگوار دکن سے آوینگے ایکبار اور اجلاس کرکے مناصب اور خطاب ایک دوسرے کے درمیان قسمت کرینگے اور ملا عبدالکریم ہمدانی جو اس مجلس مین حاضر تھا لکھتا ہی کہ اہل معارف گفتگو مذکور اول جلوس کو شگون بد سمجھے اور آخر کو وہی ہوا اگرچہ اوقات شاہی سلطان نے استعداد پیدا کیا لیکن تمام عمر جنگ و جدل و نزاع و کلفت مین گذری اور سلطنت خاندان بہمنیہ سے منتقل ہوئی تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ جب سلطان محمد شاہ صغر سن مین تخت دکن پر متمکن ہوا امرائے درگاہ کو داعیہ شاہی اور سروری کا پیدا ہوا لیکن محمود گاوان خواجہ جہان اور ملک التجار محمود گاوان الملقب بخواجہ جہان کے ضبط و حراست کی برکت سے اس آرزو کا کانٹا انکے دلمین چبھا اپنا ارادہ کسی سے لطف از ذکر سکتے تھے اور جب سلطان محمد شاہ سن رشد اور تمیز کو پہونچا اور اپنی والدہ اور خواجہ کی تاثیر تربیت سے وقوف تمام مہمات شاہی مین پیدا کیا اور اس جماعت کو باہستگی اور مرور اوج عزت سے نشیب ذلت مین ڈالا اور غلامون کی پرورش و بہ دولت مین مشغول ہوکر دو ہزار غلام گرجی اور چرکس اور قلماق وغیرہ بہم پہونچائے اور دو ہزار غلام اور حبشی اور ہندی جمع کرکے غلامان ترک سے نظام الملک کو کہ پیشتر ذکر مین قتل ہوا تھا بزرگ کیا اور غلامان حبشی سے دستور دینار خواجہ سرا کو اور جماعت ہندی سے ملک حسن کو کہ آخر مین خطاب نظام الملک بحری پایا تھا منظور نظر عنایت کرکے سرافتخار انکا اوج

ملک اعظم پر پہونچا اور اس سبب سے کہ ملک حسن نظام الملک بحری سلطان محمد شاہ کو بایام طفلی آغوش مین لیا تھا
اور کوکا تھا امراے کلان سے ہوا اور شوکت و استقلال اسکا اس نہایت کو پہونچا کہ سلطان نے اپنے
بحری خاص کو جو کل جانوران شکاری سے انتخاب کرکے اسکو منصب ہزاری اور نقارہ اور علم دیا تھا اور تمام
تمام اُسکے حال پر رکھتا تھا اُسسے حوالہ کی اور اس تقریب سے ملک نظام الملک بحری نے عزت لاکلام
بہم پہنچائی اور مشہور بحری ہوا اور جو صاحب داعیہ تھا ایک جماعت کثیر غلامان ہندی کا دستگیر ہوکر بزرگ ہوا بعضے
بعضون کو منصب دیا اور بعضون کو سلک امرا مین منسلک کیا چنانچہ جسوقت کہ سلطان محمد شاہ نے اُسکو تلنگ کی
طرفداری عنایت فرمائی اور اُس تمام ملک مین غلامان ہندی کے سوا کوئی صاحب جاگیر نہ تھا اور خواجہ اُسکے حرکات
و سکنات سے رائحہ مخالفت اور بغاوت سونگھکر ہمیشہ اُس سے ہوشیار اور خبردار رہتا تھا اور یوسف عادلخان
سوائی کو کہ اُسنے کسی تقریب سے آپ کو غلامان ترک مین منتظم کیا تھا بعد فتح قلعہ کھیرلہ اُسکی دستگیری کرکے بزرگ
کیا اسیطرح سے بہت غلامان اتراک کو مثل قوام الملک کبیر اور قوام الملک صغیر اور فخر الملک کوتوال اور دریا خان اور
تغرشخان کو امراے عظام کے گروہ مین شامل کیا اُنکے واسطے ایک درگاہ بہم پہونچائی اور دستور دینار حبشی کی
بھی دستگیری کرکے صاحب اعتبار کیا اور اسیطرح سے اپنے ابناے جنس کی پرورش اور پرداخت مین کوشش کی
اور سعید خان گیلانی اور زین الدین علی اور ایک جماعت امراے مغل کو مسند دولت و عزت پر متمکن کیا اور اپنے
غلام مشہور کشور خان کو امراے بزرگ مین منخرط کرکے قوی کیا چنانچہ چار فرقہ بہم پہونچے مغل اور ترک اور حبشی اور دکنی
لیکن حبشی باوصف اسکے کہ خواجہ کے سرکشیدہ اور پرورش یافتہ تھے بتقریبات چند غلامان دکنی سے ایک دل
و یکجہت ہوئے اور ملک حسن نظام الملک بحری سے دم اتحاد و اتفاق کا مارا اور تمام ترک اول اور آخر سے خواجہ
کے مقام اخلاص مین ہوکر ہوا خواہ ہوئے اور اس سبب سے خواجہ چاہتا تھا کہ اتراک دکنیون پر تسلط تمام
رکھین پس اول یوسف عادل خان کو دولت آباد کا طرفدار کرکے شاہان گجرات اور سندو پر مقرر کیا اور تین ہزار
سے جمیع امراے اتراک کو اُسکے سپرد کرکے دربار شاہ مین ملک حسن نظام الملک بحری سے بالا دست ایستادہ
کیا اور ملک حسن اس سبب اور باقی اور بھی وجوہ سے مارسر کوفتہ کے مانند پیچ و تاب کرکے ہمیشہ باتین وحشت انگیز
دو گروہ کی نسبت سلطان کے سمع مبارک مین پہونچاتا تھا لیکن کچھ اثر اُسپر مترتب نہوتا تھا اور خواجہ اور یوسف
عادل خان کی روز بروز عزت اور شوکت بڑھتی جاتی تھی لیکن جب وقت موعود اُسکا آپہونچا جیساکہ مذکور ہوا
ملک حسن نظام الملک بحری نے بازی کو جیت لیجا کر خواجہ کو شطرنج بلا اور خانہ دغا مین غرق کرکے شہمات کیا
اور یوسف عادل خان طالع کی قوت اور برکت سے باوجود ایسے دشمن قوی مثل ملک حسن نظام الملک بحری
کے بیجاپور کی حکومت پر فائز ہوا اور صولت اور شوکت اُسکی اول سے نہایت درجہ زیادہ تر ہوئی اور جب
سلطان محمد شاہ فوت ہوا یوسف عادل خان اور جمیع امراے مغل اور ترک اور دکنی جو کوکن کی یورش
مین ہمراہ تھے مشورہ کرکے اور سب یکدل اور یکجہت ہوکر بہ تجمل و شوکت جلوس کے مبارکباد کے واسطے
دار الخلافت کیطرف متوجہ ہوئے اور شہر کے باہر اقامت کی یوسف عادل خان اور دریا خان اور فخر الملک
اور تغرش خان اور ملو خان ولد قاسم بیگ صف شکن اور اژدر خان اور غضنفر خان ہزار جوان چیدہ

مغل اور ترک ہمراہ لیکر شاہ کی ملازمت کیواسطے شہر مین داخل ہوے اور جبکہ قلعہ ارک مین پہونچے باوجود اسکے
کہ رسم نہ تھی کہ امرا اپنے نوکرون کو دارالامارۃ کے اندر لیجاوین لیکن ملک حسن نظام الملک بحری کے غدر کے ملاحظہ سے
دو سو جوان مسلح اور مردانہ دارالامارۃ کے اندر ہمراہ لیگئے ملک حسن نظام الملک بحری نے خود دور اندیشی کرکے امرا
منصبداران اور خاصہ خیل قریب پانسو جوان کے مع تمام یراق یوسف عادل خان کے رفع کیواسطے قلعہ مین لا رکھا
لیکن یوسف عادل خان جب اس حالت سے مطلع ہوا معاودت کی صلاح نہ دیکھی اور خدا پر توکل کرکے مع اپنی
جماعت یکدل و یکزبان تلوارین ہاتھ مین لیکر قصر تختگاہ پر جا پہونچا اور چار ناچار ملک حسن نظام الملک بحری
اور امیر قاسم برید نے پیشوائی کرکے انھین سلطان محمود شاہ کی شرف تسلیم سے مشرف کیا اور یوسف عادل خان
مبارکباد کہکر بروش قدیم سب سے بالادست استادہ ہوا اور دریا خان ملک حسن نظام الملک بحری کے زیر دست
کھڑا ہوا اس صورت مین درمیان اُسکے اور ملک احمد اُسکے فرزند کے فاصلہ ہوا کہ اگر اعوان و انصار ملک حسن نظام الملک
بحری کے انکا قصد کرین اول اپنا انتقام ملک حسن اور ملک احمد سے لیوین اور بعد اُسکے جو ہونیوالا ہو ہووے
ملک احمد نے اس سبب سے آزردہ خاطر ہوکر چاہا کہ دریا خان کو اپنے اور اپنے باپ کے درمیان سے باہر کرے
ملک حسن واقف ہوکر مانع آیا اور فتنہ و فساد کے دفع کے بارے مین اُسیوقت بادشاہ سے عرض کی اور بعد
اختصاص خلعتہاے فاخرہ انھین رخصت انصراف دی یوسف عادلخان کہ ملک حسن نظام الملک بحری کے فساد
سے ایمن نہ تھا ملک حسن کا ہاتھ پکڑکے حرف و حکایت کے بہانہ قلعہ کے باہر لایا اور جب اپنے خیل و حشم مین پہونچا دوستی
اور یکجہتی اظہار کرکے نہایت تواضع سے اُس سے جدا ہوا اور بہزار مددگار آمدنی کے ہمراہ اپنے مکان مین شہر کے اندر
فروکش ہوا اور دریا خان کو حکم کیا کہ باتفاق امراے دیگر نہایت ہوشیاری اور احتیاط سے شہر کے باہر اقامت کرے
دوسرے دن ملک حسن نظام الملک بحری مع قوام الملک کبیر و صغیر یوسف عادل خان کے مکان پر جاکر یہ بات کی کہ مناسب
یہ ہو کہ تم اور جمیع امراے ترک ہماری طرح شہر مین چلو تو ہر فجر کو باتفاق دربار مین جاکر دولتخانہ کا بند و بست کرین اور آپسمین
اختلاط اور ارتباط کرکے دوست کے دوست دشمن کے دشمن رہین یوسف عادل خان نے جواب دیا کہ تم جو ہم
دوستی اور اتحاد کے بارہ مین کہتے ہو عین مدعا ہی لیکن ہمارا ہر روز دربار مین آنا مناسب نہین کسواسطے ہم مردم
لشکر کے ساتھ رہتے ہین اور مہمات مالی اور ملکی مین وقوف نہین رکھتے اور جس طریق سے کہ شاہ مرحوم نے وصیت
کرکے مقرر کیا تھا تم اپنے کام مین مشغول رہو اور ہم اپنے کام مین اور علاوہ اسکے امراے ترک کا شہر کے باہر
رہنا بہتر ہی کسواسطے کہ وہ جماعت جاہل ہی مبادا انکے اور دکنیون اور حبشیون کے درمیان شہر کے کوچہ و بازار مین
گفتگو اور رد و بدل ہووے آتش فساد افروختہ ہووے پھر اُسی مجلس مین یون مقرر ہوا کہ نظام الملک بدستور قدیم
وکیل السلطنت ہو اور منصب وزارت اور امیر جملگی اور اشراف و نظارت کہ سلطان محمد شاہ کے عہد مین آپس سے
تعلق رکھتے تھے دوسرون سے رجوع کرے اسواسطے آپسمین مشورہ کرکے وزارت کل قوام الملک کبیر سر لشکر
ورنگل کو اور مشرقی قوام الملک صغیر سر لشکر کو راجمندری اور نظارت دلاور خان حبشی کو جو امراے کبار سے تھا تفویض
ہوئی اور اسیطرح مناصب اور خدمات آپسمین صلاح کرکے لوگون کے نامزد کیے اُسکے بعد باتفاق دولتخانہ شاہی مین گئے
اور سلطان محمود شاہ کے حضور سب کو مخلع کرکے یوسف عادل خان اپنے مکان مین آیا اور دوسرے امور بادشاہی

مین مطلق دخل نہ کیا اور تین مہینے تک مغل اور ترک اور دکنی اور حبشی بہرہے عاج اور آبنوس کے مانند آمیختہ اور مانوس
رہتے لیکن ملک حسن نظام الملک بحری اور قوام الملک کبیر نے نقض عہد کرکے اس فکر مین ہوئے کہ یوسف عادلخان
ترک کو کسی ڈھب سے دفع کیجیے اور عادل خان دکنی کو جو امراے عمدہ اس خاندان سے تھا اور قوام الملک کبیر
کیطرفسے ورنگل مین مقیم ہوکر اسطرف کے مہمات کو سرانجام کرتا تھا اُسکی جگہ نصب کرین اسواسطے فرامین طلب
بنام عادل خان دکنی و فتح اللہ عماد الملک صادر ہوئے کہ تم باتفاق امرا اس حدود کے افواج کو لیکر جلوس
شاہ کے مبارکباد کو آؤ پھر عادلخان دکنی اور فتح اللہ عماد الملک مع لشکر ہاے آراستہ دار الخلافت مین آکر شہر کے باہر وارد
ہوئے اور جریدہ شہر مین جاکر لوازم مبارکباد اور پیشکش بجا لائے اور دربار سے مخلع اور مسرور ہوکر بازگشت کی اور جب دو تین
ہفتہ اس نہج پر گذرے ملک حسن نظام الملک بحری سررشتہ ملک کا اپنے ہاتھ مین لاکر قوام الملک کبیر سادہ لوح کو غافل
نگاہ رکھتا تھا اُس سے یہ بات کہی کہ مین چاہتا ہون کہ آج اُمراے دکنی کو بلاکر یوسف عادل خان کو درمیان سے دور
کرون اور ہم تم اُسکے دغدغہ سے خاطر جمع کرکے اور امرا کو جو اُس سے متفق ہین تھانون کیطرف رخصت کرین آخر کو فتح اللہ عماد الملک
اور امراے دکنی ملاحظہ کے سبب کہ امراے ترک سے اُنکے دلمین جاگزین ہے گھر سے باہر نہین آسکتے ہین اگر صلاح وقت
ہو امراے ترک حضور اُندنون اپنے مکانون مین رہین قوام الملک کبیر نے یہ امر قبول کیا دوسرے دن ملک حسن نظام الملک
بحری نے شاہ کو قلعہ ارک کے برج پر بٹھاکر یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک دکنی کو پیغام دیا کہ اپنا لشکر آراستہ
کرکے شاہ کے ملاحظہ مین درلاوین تو خلعت پہنکر مراجعت جاگیر کی رخصت پاوین فرہاد الملک کوتوال نے اس امر سے
واقف ہوکر قوام الملک کو خبر بھیجی کہ ملک حسن نظام الملک تمھیں اور جمیع ترکون سے مقام غدر اور عداوت مین ہے اور
یوسف عادل خان کے دفع کیواسطے بہانہ کیا ہے ایسے دنون مین امراے ترک کو اپنے مکانون مین غافل بیٹھنا عقل
سے بعید ہے قوام الملک کبیر جو یوسف عادل خان کی عداوت مین مصر تھا ملک حسن نظام الملک کی دوستی پر اُسنے
کمال اعتقاد کیا جو کہ اُسکی قضا کا زمانا قریب پہونچا تھا قبول نکیا اور عادلخان دکنی کہ اس مقدمہ سے باخبر تھا
ملک حسن نظام الملک کے اشارہ کے موجب مسلح اور مکمل ہوکر مع لشکر تلنگ شہر مین درآیا اور اسی طور سے فتح اللہ
عماد الملک سپاہ کاویل لیکر داخل ہوا اور شاہ کے مجرے سے اختصاص پایا اور سلطان محمود شاہ جو حریفون کا
دست خوش بلکہ موم کی ناک تھا ملک حسن نظام الملک وغیرہ کی تکلیف سے دونون سرلشکر کو برج کے اوپر طلب
کرکے فرمایا کہ غلامان ترک جادہ اطاعت سے قدم باہر رکھکر بے اندامی بہت کرتے ہین مناسب ہے تم انکی تادیب
اور تنبیہ کرو اور جو فتح اللہ عماد الملک یوسف عادل خان سے رابطہ خصوصیت اور مصادقت رکھتا تھا اسے مجلس مین نگاہ
رکھا اور لشکر کو مع عادلخان دکنی کہ شرکت خطاب پر یوسف عادل خان سے کمال عداوت رکھتا تھا ترکون کے
قتل پر مامور کیا عادلخان دکنی نے پہلے قوام الملک کبیر کو قتل کرکے فرہاد الملک کوتوال کو مقید کیا اور قلعہ کے دروازے
بند کرکے ترکون کے قتل مین کہ نہایت غافل تھے مشغول ہوا اور تغرختی اور قدم خان اور بھی امراے ترک
جو یوسف عادلخان کے طفیل سے شہر مین تھے جنگ کنان و مردانگنان دروازہ شہر کیطرف متوجہ ہوئے اور اُسی
تیغ تیز سے قتل کیا اور دریا خان کو کہ خبر غوغا شہر مین سنکر فوجین آراستہ کی تھین بغولے میسرہ پہ سوار اور پیادے
دس ہزار سوار سے شہر مین در لائے اور مشغول ہو بیس روز تک بین الفریقین آتش حرب مشتعل رہی اور چند مرتبہ

درمیان یوسف عادلخان اور ملک حسن نظام الملک کے محاربات عظیم اور معرکہ ہاے شدید واقع ہوے اور تین چار ہزار مرد طرفین کے مارے گئے اور معاملہ فیصل نہوتا تھا آخر علما اور صلحا درمیان مین آئے اور حرف صلح مذکور کیا اور اسواسطے کہ بہت ترک معتبر مقتول ہوگئے تھے یوسف عادل خان صلح پر راضی ہوا بعد چند روز کے باتفاق اپنے اعیان و انصار کے شہر سے برآمد ہوکر بیجاپور گیا اور ملک حسن نظام الملک نے غلبہ تمام پایا اور ملک احمد کو جاگیر سرداور مارداور اُسطرف کے بہت پرگنات سے امتیاز اور اختصاص بخشا اور فخر الملک دکنی غلام زادہ ملک التجار محمد گاوان الملقب بخواجہ جہان کو کہ مرد شجاع اور فاضل تھا امراے ہزاری مین داخل کیا اور اُسکے فرزندونکو بھی منصب دیکر بخواجہ جہان مخاطب کیا اور فتح اللہ عماد الملک کو منصب وزارت اور میر جملگی دیکر اُسکے بیٹے شیخ علاء الدین کو باپ کیطرف سے برار کی سرلشکری پر بھیجا اور اُنھین اپنے انصارون مین شمار کیا اور قاسم برید کو جو اُسکا انصار رکھتا اور ایام ترک کشی مین تقصیر نہ کی تھی شہر کی کوتوالی و دیگر منصب کیا اور اقوام الملک صغیر کو جاگیر تلنگ کی رخصت دی اور چار برس تک ملک حسن نظام الملک بحری اور فتح اللہ عماد الملک ہر روز بلا ناغہ والدہ سلطان محمود شاہ کے پاس جاکر اُسکے مشورہ سے امور مالی اور ملکی کو انجام دیتے تھے لیکن دلاور خان حبشی نے اُنپر حسد کرکے شاہ سے عرض کی کہ فلان فلان شاہ کو حساب و شمار مین نہین لاتے اور آپ کی والدہ کے پاس خلوت مین بیٹھکر امور ملکی اور مالی کو اجرا کرتے ہین اور ابتک حضرت کو طفل صغیر تصور کرتے ہین اس بات نے بادشاہ کے دل مین اثر کیا اور دلاور خان حبشی کو حکم اُنکے قتل کا دیا اتفاقاً ایک رات دونون وزیر امور ملکی اور مالی کے سرانجام کو اُسکی والدہ کے پاس گئے تھے دلاور خان حبشی اور دوسرا اور شخص تلوار کھینچکر سرراہ جا بیٹھے جب دونون آئے ہر ایک نے ضربت شمشیر رسید کی اس درمیان مین ملک حسن نظام الملک بحری مجروح ہوا لیکن چونکہ دونون تلوار باندھے تھے اور شمشیر بازی مین بے نظیر اُن دونون کو مغلوب کرکے بزور بازو راہ راست قلعہ سے باہر نکل گئے اور ملک قاسم برید باوجود سر نوبتی کے تھانہ دار شہر بھی کیا گیا تھا اُسنے آگاہ کیا کہ بادشاہ تیرے قتل کا بھی ارادہ رکھتا ہی اپنی محافظت مین قیام کر پھر دونون مع لشکر سوار ہوکر شہر سے نکل گئے اور قاسم برید دروزاہے قلعہ ارک بند کرکے آدمیون کو بادشاہ کے پاس آنے جانے سے مانع ہوا اور سلطان عاجز و حیران ہوکر اپنے فرمان سے نادم و پشیمان ہوا بیت طریق عشق پرآشوب و آفت ہست ای دل ✦ بیفتد آنکہ درین راہ باشتاب رود ✦ شاہ نے ناچار ہوکر آدمی اُنکے پاس باطراف کنانکہ ساتھ آٹھ ہزار سوار سے فروکش تھے بھیجکر عذرخواہی کی اُنھون نے دلاور خان حبشی کے قتل کا اشارہ کیا اور دلاور خان یہ خبر سُنکر مع اپنے لشکر ولایت اسیر اور برہانپور کیطرف مفرور ہوا اور ملک حسن نظام الملک اور اُسکا بیٹا ملک احمد شہر مین آئے اور فتح اللہ عماد الملک ولایت برار کیطرف گیا اور اُنھین دنون مین ملک حسن کہ شعبدہ بازی چرخ دوار سے واقف تھا اپنے دولت کے استحکام کی فکر مین ہوا اور ملک وحید اور ملک اشرف دکنی کو جو پیشتر ملک التجار محمود گاوان کے نوکر تھے اور اُسکے بعد سلحدار ان سلطانی مین انتظام رکھتے تھے پرورش کرکے دونون کو درجہ امارت پر پہنچایا اور ملک وحید کو سرلشکر دولت آباد کرکے ملک اشرف کو اُسکا تابع اور تحت کیا اور موافقت اور اتحاد کے بارہ مین اپنے فرزند ملک احمد سے سوگند اور عہد لیکر دولت آباد کی سمت روانہ کیا اور سیدپور سے فخر الملک دکنی الملقب بخواجہ جہانکو جاگیر پرینڈہ اور شولہ پور دیکر اُنسے بھی اس بارہ مین قسمین مغلظ لین اُسکے بعد

پہلے

قلعہ پرندہ مین بھیجا اور بعد دو مہینے کے سلطان سے رخصت حاصل کرکے اپنے فرزند ملک احمد کو مع سو فیل اور جمیع اموال و اسباب اپنی نیابت کیواسطے جنیر کیطرف روانہ کیا اور جب سنہ ۸۹۱ آٹھ سو اکانوے ہجری مین عادلخان حاکم ورنگل قضاے الٰہی سے مر گیا اور قوام الملک صغیر راجمہندری سے بطور یلغار ورنگل مین آیا اور علم بغاوت بلند کرکے کل ولایت تلنگ پر متصرف ہوا ملک حسن نظام الملک سلطان کو ابھار کر ورنگل کیطرف متوجہ ہوا اور قوام الملک صغیر نے راجمہندری مین معاودت کرکے پوشیدہ شکایت ملک حسن کے غلبہ کی شاہ کو لکھی اور سلطان جو امراکی زبونی مین ہمہ تن مصروف تھا اُسکے جواب مین ملتفت نہوا تو مع خوف سے عامل عریضہ کو ملک حسن نظام الملک کے پاس بھیجا اور جب لشکر سلطانی ورنگل مین پہونچا ملک احمد کا نوشتہ جنیر سے ملک حسن کے پاس اس مضمون کا آیا کہ بندر کووہ کو کہ سلطان محمد شاہ کے عہد مین کشور خان نے غلام ملک التجار محمود گاوان کو جاگیر مین دیا تھا اور اُسنے نجم الدین گیلانی کو اپنا نائب کرکے اتنے عرصہ تک بندر کو نگاہ رکھتا تھا اُسوقت مین جب نجم الدین گیلانی فوت ہوا بہادر گیلانی کہ اسکا نوکر تھا سر گریبان بہادری سے برآوردہ کرکے بندر کووہ اور بندر دابل اور کھولا پور اور کلہر اور پرنالہ تک متصرف ہوا اور یوسف عادل خان کی تحریک سے روز بروز قدم جرأت کا بڑھاتا ہی اور بندر جیول اور میری جاگیر و نکو مزاحمت پہونچاتا ہی اور اسطرح سے زین الدین علی جاگیردار چاکنہ باوجود قرب جوار کے میری اطاعت نہین کرتا ہی اور کہتا ہی کہ جس وقت سلطان دولت و سعادت سے مستقل ہو کر مہمات سلطنت مین بنفسہ مشغول ہوگا مین اطاعت کرون گا اس بارہ مین جیسا حکم ہو عمل مین لاؤن ملک حسن نے جواب مین لکھا کہ اول زین الدین علی کو دفع کر و بعدہ اورون کے دفع اور تدارک مین مصروف ہو اور فخر الملک دکنی اور خواجہ جہان حاکم پرندہ اور ملک وجیہہ سر لشکر دولت آباد کو اپنے بیٹے ملک احمد کی کمک اور امداد کے مقدمہ مین مکتوب روانہ کیے اور زین الدین علی نے عریضہ لکھکر بھیجا یوسف عادلخان کے پاس اس عبارت سے بھیجا کہ آپ مجھے اپنے خدمتگاران کی سلک مین جگہ دیکر ملک احمد کے آسیب و مضرت سے محفوظ رکھیے یوسف عادل خان نے رابطہ آشنائی کے سبب کہ خواجہ شہپار سے رکھتا تھا زین الدین کے درپے معاونت ہوکر اول پانچ چھ ہزار سوار اُسکی مدد کو بھیجے اور انھین حکم کیا کہ تم ظاہر قلعہ اندا پور مین فروکش ہو اور جسوقت ملک احمد جنیر کیطرف سے زین الدین علی کی استیصال کے واسطے چاکنہ کی سمت توجہ کرے تم اُس حدود مین جاکر مانع آؤ اور جب یہ خبر ورنگل مین خلائق نے سُنی ملک حسن نظام الملک کی شوکت و عظمت نے نقصان قبول کیا اور مثل کے بادشاہ اور اُسکے مقربون کی نظر مین وقار اور اعتبار نرہا جیسا کہ قاسم برید اور دستور دینار حبشی خواجہ سرا اور تمام امراے حبشی نے جو سلطان کی ملازمت مین تھے اُس سے برگشتہ ہوکر باتین وحشت آمیز شاہ کے سمع مبارک مین پہونچائین اور شاہ جو اس منصوبہ کی تمنا رکھتا تھا اُنکے روبرو اظہار بخل ملک حسن نظام الملک سے کرکے حکم دیا کہ جسوقت فرصت پاوین اُسے قتل کرین ملک حسن نے اس ماجرے پر اطلاع پائی اور آدھی رات کو اردوے شاہی سے بھاگ گیا اور چونکہ پیمانہ اُسکی حیات کا آب بقا سے لبریز ہوگیا اپنے فرزند کے پاس جنیر مین نہ گیا اور خزانہ اور تختگاہ کے تصرف کی طمع مین احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہوا اور دلپسند خان دکنی نے جو اُسکی پرورش اور دستگیری کے باعث حضیض ملت